بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تعلیم الایمان﴾

آخرت پر یقین پیدا کرنے کا طریقہ

تصنیف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

(استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد)

به اضافۂ جدید

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

(خطیب مسجد عمر بن خطابؓ، ست وِن کالونی، کوکٹ پلی، حیدرآباد)

ناشر

عظیم بک ڈپو، جامع مسجد دیو بند، یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ آخرت پریقین پیدا کرنے کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۱۷ء مطابق ۱۴۳۸ھ

تعداد اشاعت:۔

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس حیدرآباد۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

09997177817, 0976070598

تعلیم الایمان کے تمام حصوں کو پڑھا کر
اپنی اولاد کو باشعور ایمان والا بنائیے۔

اس کتاب کا ہندی، تلگو اور انگریزی ترجمہ بھی عنقریب کیا جائے گا۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم o

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ۔ (مشکوٰۃ)

ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ گھاٹے میں وہ شخص ہے جو دوسروں کی دنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت کو کھودے۔ (ابن ماجہ: کتاب الفتن)

آخرت پر ایمان میں شعور کیسے دیں؟

عقیدۂ آخرت پر ایمان میں شعور بیدار کرنے کے لئے سب سے پہلے بچہ کو یہ مختصر باتیں آخرت کے بارے میں سمجھا کر ایمان بالآخرۃ کا اقرار کرائیے تا کہ وہ شعور کے ساتھ آخرت کی حقیقت جان کر اقرار کر سکے، یہ سوالات تعلیم الایمان کے حصے ''عقیدۂ آخرت ہی ایمان میں جان پیدا کرتا ہے'' اور ''بچوں کو آخرت سمجھانے کا طریقہ'' سے مواد لے کر تیار کئے گئے ہیں؛ تا کہ بچہ تھوڑا تھوڑا سمجھ کر اپنی عقل میں بیٹھا سکے، آخرت کی حقیقت کے پورے مضمون کو ایک ساتھ سمجھانے سے بچہ نہ سمجھ سکے گا اور نہ یاد رکھ سکے گا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ (البقرہ)

عقیدۂ آخرت پر یقین پیدا کرنے کا طریقہ

سوال:۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی زندگیوں کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی زندگیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک حصہ دنیا کی زندگی کا ہے اور دوسرا حصہ آخرت کی زندگی کا ہے۔

سوال:۔ دنیا اور آخرت کو کس قسم کی زندگی بنایا گیا ہے؟

جواب:۔ دنیا کو اللہ نے امتحان و آزمائش کی جگہ بنا کر دار العمل یعنی عمل کرنے کی جگہ بنایا ہے، جہاں انسان کو اچھے یا برے اعمال کرنے کی آزادی و اختیار دیا گیا ہے اور آخرت کو دار الجزاء یعنی بدلہ دینے کی جگہ بنایا گیا۔ نتیجہ اور Result ڈکلیر ہونے کی جگہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا آخرت کی کھیتی ہے، دنیا میں جو چیز بوؤ گے آخرت میں وہی چیز کاٹو گے، یعنی دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرنا ہے۔

سوال:۔ اسلام نے عقیدۂ آخرت کی کیا تعلیم دی؟

جواب:۔ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ تمام انسانوں کو مختصر وقت اور مہلت دے کر دنیا میں اچھے یا برے اعمال اپنی مرضی سے کرنے کی آزادی دی گئی ہے، پھر تمام انسانوں اور جنوں کو شروع سے آخر تک دوبارہ آخرت کے دن زندہ کیا جائے گا اور ان کی زندگیوں کے ایک ایک عمل کا حساب لیا جائے گا، جو انسان ایمان لا کر اچھے اعمال کریں گے وہ کامیاب ہو کر جنت میں جائیں گے اور جو انسان ایمان سے خالی رہ کر یا پیغمبر اور قرآن کا انکار کر کے یا اللہ کی کتاب کے خلاف چل کر زندگی گذاریں گے وہ ناکام ہو کر جہنم میں

جائیں گے، آخرت کو بغیر دیکھے ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے، یعنی موت کے وقت فرشتے نظر آنے یا عذابات دیکھ کر ایمان لانے کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

سوال:۔ انسانوں میں آخرت کے کیا کیا غلط تصورات ہیں؟

جواب:۔ جو لوگ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے وہ حسب ذیل غلط تصورات میں مبتلا ہو گئے ہیں یا ہو جاتے ہیں، آخرت کا پختہ یقین نہ ہو یا انکار ہو تو:

☆ کوئی یہ تصور رکھتا ہے کہ آخرت ہوگی؛ مگر زندگی جسمانی نہیں روحانی ہوگی۔

☆ کوئی سمجھتا ہے کہ یہ چیز ناممکن اور نا قابل یقین ہے، اگر ایسا ہوگا تو یہ بڑے گھاٹے اور خسارے کی بات ہوگی۔

☆ کوئی دوبارہ زندہ ہونے میں شک میں مبتلا رہتا ہے اور تصور کرتا ہے کہ آخرت کی باتیں صرف ڈرانے کے لئے کی گئی ہیں، تمام باتوں کا ہونا ناممکن ہے۔

☆ کوئی آخرت کا انکار کر کے کہتا ہے کہ سب کچھ یہ دنیا ہی ہے، پیدا ہونا، عیش اور مزے کرنا اور پھر فنا ہو جانا۔

☆ کوئی کہتا ہے کہ انسان اچھے اور بُرے اعمال کے نتائج بھگتنے بار بار مختلف انداز سے جنم لے کر دنیا میں آتا رہتا ہے، جنت و دوزخ (سورگ اور نرگ) کو مانتے ہوئے عقیدۂ تناسخ اور آواگون کا قائل ہوتا ہے۔

☆ کوئی سمجھتا ہے کہ دنیا کی زندگی خود ایک عذاب ہے، جب تک نفس کو ماڈی چیزوں کا مزہ لگا رہتا ہے وہ مر کر بار بار زندہ ہوتا ہے، حقیقی زندگی تو فنا ہونے میں ہے۔

☆ کوئی کہتا ہے کہ سارے انسان پیدائشی گنہگار ہیں، انسان کے گناہ معاف کرنے اللہ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب پر چڑھا دیا اور انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا، اس کے بیٹے پر جو ایمان لائے گا وہ گناہ سے پاک ہو کر جنت میں جائے گا؛ ورنہ دوزخ میں رہے گا۔

☆ بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جزا اور سزا تو ہے، مگر ہم اللہ کے چہیتے بندوں کی اولاد ہیں، ہمارے بزرگ ہمیں سفارش کر کے بچالیں گے اور اگر دوزخ میں گئے بھی تو

بہت جلد نکال لئے جائیں گے، دوزخ ہمارے لئے نہیں، کافروں اور مشرکوں کے لئے ہے، ہم جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، باقی ساری دنیا دوزخ میں جائے گی۔

☆ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بزرگوں، ولیوں، پیروں اور پیغمبروں کے خاندان سے ہیں، ان کے دامن سے وابستہ ہیں، ہمارے پیغمبرؐ اللہ تعالیٰ کے چہیتے پیغمبر ہیں، ہم ان کے امتی ہیں؛ اس لئے اللہ ہمارے پیغمبر اور بزرگوں کی صورت سے عذاب نہیں بلکہ جنت دے گا۔

سوال:۔ کیا مشرکین مکہ اور ہر زمانہ کے انسانوں کو عقیدۂ آخرت ماننا آسان تھا اور آسان ہے؟

جواب:۔ مشرکین مکہ دوبارہ زندہ ہوکر حساب دینے کی دعوت پر مذاق اڑاتے اور پیغمبر سے آخرت کی باتیں سن کر ان کو دیوانہ، پاگل اور مجنوں کہتے تھے، مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو بہرحال کسی نہ کسی طرح بڑا مانتے تھے، اسی لئے وہ بیت اللہ کو اللہ کا گھر کہتے تھے، بتوں کا گھر نہیں کہتے تھے، ان کے لئے اللہ کو ماننا آسان تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا بھی ان کے لئے مشکل نہ تھا، کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کو وہ شروع سے اپنے سامنے پاکیزہ زندگی گذارتے ہوئے دیکھے تھے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سچائی و دیانت داری کے وہ قائل بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے باوجود دل ان کے انکار کے لئے تیار نہیں تھے، ان کو اور ہر زمانہ کے مشرکین کو یا ایمان سے محروم انسانوں کو یا ناقص ایمان رکھنے والوں کو آخرت پر ایمان لانا آسان نہیں تھا اور ہے اس لئے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جاتا، مٹی بن جاتا، پھر ہزاروں سال بعد پورے اعضاء اور جسم کے ساتھ کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے؟ یہ عقیدہ ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا تھا کہ انسان بورہ بورہ ہو جانے، مٹی میں مل جانے کے بعد ہڈی، گوشت، خون، پانی، رگوں، دل، دماغ اور چمڑی کے ساتھ پھر دوبارہ کیسے وجود میں آئے گا جبکہ اس کی کوئی چیز ہی باقی نہیں رہتی؟

سوال:۔ یہود ونصاری کا آخرت پر کیسا عقیدہ ہے؟

جواب:۔ یہود ونصاری کے علما اور پیشواؤں نے عقیدۂ آخرت کی اصلی تعلیم ہی کو اتنا بدل ڈالا کہ وہ عقیدۂ آخرت کو ماننے کے باوجود اس کے اثرات ان کی زندگی میں نظر ہی نہیں آتے تھے، ان کا ماننا یا نہ ماننا کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا، عقیدۂ آخرت میں کچھ ایسی ایسی غلط باتیں لکھ دیں کہ اس سے عقیدۂ آخرت بے معنی ہو گیا اور ان کو مزید نڈر بنا دیا۔

یہودی یہ تصور رکھتے تھے کہ وہ پیغمبروں اور بزرگوں کی اولاد ہیں، ان کے لئے جہنم نہیں، وہ اگر جہنم میں گئے بھی تو ان کے بزرگ سفارش کر کے ان کو نکال لیں گے، وہ اللہ کے چہیتے ہیں، جس طرح حکومت کے افسروں سے تعلقات رہنے پر ایک انسان نڈر، غنڈا بن کر ہر قسم کے جرائم آزادی سے کرتا ہے اور پکڑے جانے پر سزا پانے کا احساس ہی نہیں رکھتا، ویسے ہی یہودیوں کا حال تھا اور ابھی بھی ہے۔

عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے گناہ ان کے پیشواؤں کے سامنے بیان کرنے سے وہ ان کو معافی دلا دیتے ہیں اور جو انسان خاص پانی (بپتسمہ) میں غسل کر لے تو گناہ دھل جاتے ہیں، اب وہ نئی زندگی شروع کرتا ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لے وہ نجات یافتہ ہو جاتا ہے، اس تصور کے بعد ان کے نزدیک گناہ اور سزا کا کوئی احساس ہی نہیں رہتا۔

آج کل تو اہل کتاب اپنی کتاب کی بیان کردہ باتوں پر آخرت، قیامت کے حالات پر فرضی اور خیالی فلمیں بھی بنا کر اپنے ماننے والوں کو دکھا رہے ہیں، مگر پھر بھی ان کی قوم عقیدۂ آخرت کا یقین پیدا نہیں کر پا رہی ہے، مشرک لوگ آخرت میں سورگ اور نرگ کا عقیدہ ضرور رکھتے ہیں، پھر دنیا میں بار بار مختلف مخلوقات کے روپ میں پیدا ہونے کا عقیدہ بھی رکھتے، اس طرح نہ سورگ کی تیاری کرتے ہیں اور نہ نرگ سے بچنے کی فکر کرتے، مسلمان بھی اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص امت تصور کر کے دوزخ میں جلنے کا احساس ختم کر چکے اور نڈر بن کر غیر ایمان والوں کی طرح اللہ کی نافرمانی

اور بغاوت کر کے زندگی گذار رہے ہیں۔

سوال:۔ کیا دنیا میں موت کے ساتھ ہی انسان کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی؟

جواب:۔ ہاں! دنیا میں موت کے ساتھ ہی انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ اس دنیا سے انتقال کر کے عالم برزخ (قبر) کے ذریعہ آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور عالم برزخ میں قیامت قائم ہونے تک رہتا ہے، اس کو دنیا کی زندگی کا آخرت میں حساب دینا ہوتا ہے، دنیا اس کے لئے عمل کرنے کی جگہ ہے اور مرنے کے بعد آخرت سزا یا جزا پانے اور بدلہ کی جگہ ہے، بہر حال وہ اپنے آخری ٹھکانہ جنت یا جہنم کی طرف چلتا ہے۔

سوال:۔ اللہ نے انسان کو دنیا کی زندگی کے لئے کونسی دو چیزیں دی ہیں؟

جواب:۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے روح کے ساتھ جسم دیا ہے، موت کے ساتھ ہی دنیا کا یہ جسم فناء ہو جاتا ہے، مگر اس کی روح آخرت کا حساب دینے عالم برزخ میں رہتی ہے، جسم کو جلا دینے یا پرندے کھا لینے یا سمندر میں ڈوب جانے سے جسم ختم ہو جاتا ہے لیکن روح باقی رہتی ہے۔

سوال:۔ انسان کا اصل نام روح سے ہے، یا جسم سے؟ مثال دیں؟

جواب:۔ انسان کا اصل نام روح سے ہے؛ جسم سے نہیں، جب انسان مر جاتا ہے تو لوگ اس کی میت اور لاش کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں انسان کی میت اور لاش ہے، میت کو کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ فلاں انسان ہے، اگر کسی کا ہاتھ یا پیر کاٹا جائے تو لوگ ہاتھ یا پیر کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ فلاں کا ہاتھ اور فلاں کا پیر ہے، کوئی بھی اس ہاتھ پیر کو انسان نہیں مانتا ہے، آج کل تو لوگ مرتے وقت اپنی آنکھیں، گردے اور دل وغیرہ دوسرے انسانوں کو دینے کی وصیت کر جاتے ہیں، حالانکہ ایسی وصیت اسلام میں جائز نہیں، اس انسان کے مرنے کے بعد دواخانہ کے لوگ اس کے گردے اور آنکھیں نکال کر دوسرے انسانوں کو لگا دیتے ہیں، اس لئے انسان نام ہے روح کا؛ جسم کا نہیں۔

سوال:۔ پچھلی آسمانی کتاب والے اور مشرکین جب آخرت کو کسی نہ کسی

طرح مانتے ہیں تو پھر آخرت کی تیاری کیوں نہیں کرتے؟

جواب:۔ دنیا کی دوسری قومیں اور خود مسلمانوں کی کثیر تعداد آخرت کو مانتی ہے، مگر آخرت کا غلط تصور رکھنے یا آخرت کا پختہ یقین نہ ہونے کی وجہ سے آخرت سے غافل بن کر آخرت کی تیاری نہیں کر رہے ہیں وہ زبان سے آخرت کی باتیں کرتے تو ضرور ہیں مگر آخرت کا یقین پختہ نہ ہونے کی وجہ سے زندگی کے تمام کاروبار اور اعمال میں آخرت کے خلاف عمل کرتے ہیں، افسوس ہے بے شعور مسلمانوں پر کہ وہ آخرت پر ایمان کا دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں مگر آخرت سے غافل بن کر دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں، سوائے اسلام کے دنیا کے کسی مذہب میں آخرت کا یقین پیدا کرنے کی تعلیم ہی نہیں۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کے ساتھ خاص طور پر کس چیز کی تاکید کی ہے؟

جواب:۔ سورۃ البقرہ کے شروع ہی میں ایمان بالغیب کی شرط کے ساتھ ساتھ خاص طور پر **وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ** فرما کر آخرت میں یقین پیدا کرنے کی تاکید کی ہے؛ حالانکہ ایمان بالغیب میں آخرت کا عقیدہ بھی شامل ہے، یعنی عقیدہ آخرت ایمان کا جزو ہی ہے، اس پر دل سے ایمان لائے بغیر ایمان صحیح اور مکمل نہیں ہوتا، آخرت کا صحیح علم سوائے قرآن مجید اور احادیث رسول کے کہیں سے نہیں مل سکتا۔

سوال:۔ کیا صرف عقیدۂ آخرت کو ماننا کافی نہیں یقین بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ ہاں! عقیدۂ آخرت پر ایمان لا کر یقین رکھنا ضروری ہے، چونکہ یقین کا تعلق دل سے ہوتا ہے، جب انسان پر یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس کے جسم سے نکلنے والے اعمال بھی اسی یقین کے مطابق ہوتے ہیں، دل میں جو ہوگا عمل سے وہی ظاہر ہوگا۔

انسان دو طرح سے علم حاصل کرتا ہے، پہلی صورت یہ ہے کہ وہ بہت ساری باتوں کو پڑھ کر یا سن کر جان لیتا ہے؛ مگر اس کو یقین نہیں ہوتا، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ بعض باتوں کو نظر نہ آنے کے باوجود پڑھ کر یا سن کر یا معتبر انسانوں پر بھروسہ و اعتماد کر کے یقین

کر لیتا اور دل میں اتار لیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا عمل اسی یقین کے مطابق ظاہر ہوتا ہے، اس لئے دین اسلام کی پابندی کرنے کے لئے عقیدۂ آخرت کو ماننے کے ساتھ ساتھ یقین بھی رکھنا ضروری ہے، اسی لئے قرآن مجید میں یقین پیدا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، یوں تو ایمان نام ہی ہے ایمان کی ساری باتوں کے یقین کرنے کا۔

سوال:۔ دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہونے کا انسان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب:۔ مثلاً ایک معتبر انسان آپ کو یہ اطلاع دے کہ اس کمرے میں سانپ گیا ہے، آپ نے اس کمرے کے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا، اس میں دس بارہ سوراخ نظر آئے لیکن سانپ نظر نہیں آیا اور نہ آپ نے سانپ کو کمرہ میں جاتے ہوئے دیکھا؛ پھر بھی آپ کو سانپ کے کمرے میں جانے کی اطلاع پر سو فیصد یقین آ جاتا ہے، جیسے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، اور سانپ کے نظر نہ آنے کے باوجود آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ شائد وہ کمرے کے کسی سوارخ میں گھس گیا ہوگا؟ اسی طرح اس کمرے میں داخل ہونے، وہاں پر بیٹھنے اور سونے یہاں تک کہ اندر جانے پر بھی آپ تیار نہیں ہوتے، آپ کے اس عمل سے یہ ثابت ہوگا کہ آپ سانپ کے کمرے میں جانے کا علم ہی نہیں رکھتے بلکہ بغیر دیکھے یقین بھی رکھتے ہیں اس لئے آپ کا عمل بتلا رہا ہے کہ آپ اسی یقین کی وجہ سے اندر جانے کو تیار نہیں ہیں۔

سوال:۔ دل میں یقین کی کیفیت پیدا نہ ہو تو انسان کا عمل کیا ظاہر کرتا ہے؟

جواب:۔ اگر کسی معتبر انسان کے ذریعہ سانپ کے کمرے میں جانے کی اطلاع ملنے یا علم ہونے کے باوجود اگر کوئی اس کمرے میں بیٹھا اور لیٹا رہے تو اس انسان کا عمل یہ بتلا رہا ہے کہ وہ سانپ کے اندر جانے کا علم تو رکھتا ہے، مگر اس اطلاع اور علم پر اس کو یقین نہ ہونے کی وجہ سے وہ وہاں پر بیٹھا اور لیٹا ہوا ہے، اس دی گئی اطلاع کو وہ سچ نہیں جان رہا ہے، اس کے دل میں اس اطلاع پر یقین نہیں، یقین نہ ہونے سے انسان احتیاط نہیں کرتا۔

سوال:۔ دل میں یقین کی کیفیت کا دنیوی کاروبار پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب:۔ انسان جب اپنے ملک سے دوسرے ملک کو تجارت کرنے یا نوکری کرنے جاتا ہے تو اس کو دوسرے ملک میں ہر دن ہر لمحہ پر یہ احساس اور یقین رہتا ہے کہ وہ اس کا ملک نہیں ہے، وہ اس ملک میں مختصر عارضی وقت کے لئے مسافر کی حیثیت سے آیا ہے وہاں اس کا ٹھکانہ مستقل نہیں ہے، جیسے ہی ویزا ختم ہو جائے گا اس کو وہ ملک چھوڑ دینا پڑے گا وہاں سے وہ چلا جائے گا۔

اس ملک میں وہ دن رات تکالیف جھیل کر اوور ٹائم Overtime کر کے معمولی غذائیں کھا کر کم کرایہ کے گھر میں، کم کھا کر، بھوکا پیاسا رہ کر، ایک ایک پیسے کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی کمائی کو اپنے وطن منتقل کرتا رہتا ہے؛ تا کہ وطن واپس جا کر آرام سے زندگی گذار سکے، کبھی فضول خرچی اور وقت کی خرابی نہیں کرتا، ایک ایک لمحہ سے اپنی آئندہ کی زندگی کا خیال رکھتا ہے، عیش، مستی اور نقصان میں مبتلا ہونے والے کام نہیں کرتا، کم وقت میں زیادہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ خوب دولت کمانے کی فکر میں رہتا ہے۔

سوال:۔ بیوقوف، غافل اور نادان انسان کس طرح غیر ملک میں اپنی محنت کی کمائی کو برباد کرتا ہے؟

جواب:۔ کم عقل، بیوقوف اور نادان انسان دوسرے ملک میں کمائی کی غرض سے جا کر اپنے کو مسافر نہیں سمجھتا اور اس ملک کی چمک دمک، عیش و مستی میں گم ہو کر اُسی کو مستقل ٹھکانہ سمجھتا ہے اور اپنی دولت کو وہاں ملنے والی لذتوں، ناچ گانوں، شراب، جوا اور زنا میں وقت گذارتا اور فضول خرچی کرتا ہوا وہیں پر ساری دولت برباد کر دیتا ہے اور اپنے وطن کو فقیر کی حیثیت سے گھاٹے اور خسارے کے ساتھ لوٹتا ہے۔

سوال:۔ جب آخرت کا یقین کمزور ہو یا صحیح یقین نہ ہو تو انسان کیسے گھاٹے اور خسارے میں زندگی گذارتا ہے؟

جواب:۔ جب انسان کو آخرت کا یقین نہ ہو تو وہ دنیا ہی کو مستقل ٹھکانہ سمجھتا ہے اور

آخرت سے غافل بن کر اللہ کا نافرمان و باغی بن کر شیطان کی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے اور اللہ کی دی ہوئی زندگی کی نعمت، دولت، قوت اور علم کو اللہ سے نڈر بن کر دین و اسلام اور ایمان والوں کو دنیا سے مٹانے پر لگاتا ہے اور زندگی بھر کفر، شرک، منافقت اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر نیکیوں سے نفرت کرتا ہے اور اخلاق رذیلہ، شراب، جوا، گانا بجانا، زنا، سود، رشوت، فتنہ و فساد اور خون خرابے وغیرہ میں مبتلا رہتا ہے، اور گھاٹے و خسارے کی زندگی گذارتا ہے، اس کے نزدیک نیکی اور بدی کا کوئی تصور ہی نہیں رہتا اور نہ آخرت کی تیاری کرتا اور نہ مرنے کے بعد آخرت میں جواب دینے کا احساس زندہ رکھتا ہے۔

جس طرح غذاء ہضم ہو کر پورے جسم میں اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اسی طرح ایمان بالآخرۃ جب دلوں میں اتر جاتا ہے تو اپنے اثرات اللہ کی اطاعت کی شکل میں ظاہر کرتا ہے، غذاء جسم میں جانے کے بعد جسم کو نہ لگے اور دست وقئے کے ذریعہ خارج ہو جائے تو جس طرح غذاء کا اثر ظاہر نہیں ہوتا اور غذاء کھانا نہ کھانا برابر ہوجاتا ہے اسی طرح ایمان بالآخرۃ پر یقین کی کیفیت پیدا نہ ہو تو اس کے اثرات پورے جسم سے اللہ کی اطاعت کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتے، انسان جنتی اعمال کرنے کے بجائے دوزخی اعمال کو پسند کرتا ہے، اس سے ظاہر ہوگا کہ عقیدۂ آخرت نے اس کے دل میں جڑ نہیں پکڑا، اسی کے یقین کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں کھرا اور کھوٹا پہچانا جاتا ہے، اسی یقین کی وجہ سے ایمان والے اور غیر ایمان والوں کے اعمال الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

سوال:۔ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں آخرت کا یقین ہونے نہ ہونے کو کیسے سمجھیں؟

جواب:۔ جب ایک انسان عقیدہ ایمان کے ذریعہ عقیدۂ آخرت کا پختہ یقین کر لیتا ہے تو وہ قرآن وحدیث کے مطابق دنیا کی زندگی کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے پاس حساب دینے کا پورا احساس رکھتا ہے اور اللہ نے جن جن چیزوں کے کرنے اور جن جن چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیا ان پر عمل کر کے تقوی و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ دنیا میں

رہتے ہوئے ہر لمحہ ہر گھڑی آخرت کی تیاری کی فکر رکھتا ہے اور جہنم سے بچ کر جنت والے راستہ پر چلتا اور جنتی اعمال اختیار کرتا اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتا اور دور رہتا ہے، اس سے گناہ ہو جائے تو آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے فوراً توبہ کرتا ہے، وہ شیطان کے بہکاوے میں نہیں آتا، اس کی تجارت، شادی بیاہ، دوستی و دشمنی، حکومت اور حقوق کی ادائیگی وغیرہ غرض تمام کاموں میں آخرت پیش نظر ہوتی ہے۔

اگر کوئی انسان ایمان کا دعوی کرنے اور قرآن وحدیث سے آخرت کے حالات کا علم حاصل کرنے، جنت کی نعمتوں اور جہنم کی سزاؤں اور عذاب کا بھی اچھی طرح علم رکھنے کے باوجود جان بوجھ کر جہنم والے اعمال اختیار کرے اور جہنم ہی کے راستے پر زندگی گذارے، تو اس کے اعمال سے یہ ظاہر ہوگا کہ یہ آخرت کا علم تو رکھتا ہے، زبان سے **مالک یوم الدین** بھی کہتا ہے مگر آخرت سے غافل ہے، جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے جہنم کی زندگی کو پسند کر رہا ہے، اس کے اعمال یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس کو آخرت کا علم تو ہے مگر یقین نہیں ہے، صرف زبان سے آخرت کا اقرار کر لینے اور معلومات حاصل کر لینے سے یقین پیدا نہیں ہوتا، منافقین کا یہی حال تھا کہ وہ زبان سے ایمان کا دعوی کرتے تھے مگر اعمال پورے اللہ کی نافرمانی اور بغاوت کے کرتے، وہ جنت وجہنم کے سارے حالات سے اچھی طرح واقف بھی تھے۔

سوال:۔ عقیدۂ آخرت کا ایمان میں کیا مقام اور اثر ہے؟

جواب:۔ جس طرح ایمان باللہ ایمان کی روح ہے اسی طرح عقیدۂ آخرت ایمان کا دل ہے، اگر کوئی اللہ کو مانے اور رسول کو نہ مانے تو وہ ایمان والا نہیں ہوگا، اور عقیدۂ آخرت کا غلط تصور رکھے تو وہ بھی ایمان والا نہیں ہوگا اور وہ اللہ کو مانتے ہوئے دنیا میں نڈر بن کر اللہ کی بغاوت کے ساتھ زندگی گذارے گا، نہ کتاب پر عمل کرنا ضروری سمجھے گا اور نہ پیغمبر کی اتباع کو اہمیت دے گا، عقیدہ کا انکار یا یقین نہ ہو تو وہ بے لگام جانور کی طرح زندگی گذارے گا، اسی عقیدہ پر پختہ یقین رکھنے سے انسان دنیا میں کتاب ورسالت پر عمل

کر کے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کر سکتا ہے۔

سوال:۔ اسلامی عقیدہ ایمان میں آخرت کو ماننا اور اس پر یقین کرنا لازمی اور ضروری کیوں رکھا گیا؟

جواب:۔ اسلام نے انسانوں اور جنوں کو دنیا کی زندگی کے سدھار اور کنٹرول کے لئے عقیدۂ آخرت کو ماننا اور یقین کرنا لازمی اور ضروری رکھا ہے، اسی عقیدہ کے مضبوط اور پختہ یقین کی وجہ سے انسان کی زندگی شیطان کے حوالے ہونے سے بچ جاتی ہے، بگڑنے اور برباد ہونے نہیں پاتی، تقویٰ اور پرہیزگاری پر قائم رہتی ہے اور آخرت سنوارتی ہے، اگر اسلامی عقیدہ ایمان میں عقیدۂ آخرت نہ ہوتا تو انسان اللہ کو مانتے ہوئے اللہ کی نافرمانی کرتا، اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا تھا، سزا اور جزا کے خوف سے اطاعت کرتا ہے۔

انسانی زندگی گواہ ہے کہ ہر زمانہ میں جب بھی انسان عقیدۂ آخرت کا انکار کیا یا اس پر یقین میں کمزور ہو گیا تو وہ انسانی معاشرہ شیطانی معاشرہ، گناہوں کا جنگل، اللہ کا نافرمان اور باغی معاشرہ بن گیا۔

سوال:۔ دنیا کی زندگی میں آخرت کا یقین ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب:۔ انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کو سفر کے دوران جانچ ہونے یا چیک ہونے کا احساس رہے تو وہ بڑی احتیاط اور قانون کی پابندی کے ساتھ سفر کرتا ہے، اس کو ڈر رہتا ہے کہ کہیں اس کو پکڑ کر سزاء اور جرمانہ نہ کیا جائے، اسی طرح دنیا کی زندگی میں بھی آخرت میں حساب دینے، جانچ ہونے، چیک ہونے کا احساس زندہ رہے تو انسان زندگی کے ہر قدم پر اللہ کی نافرمانی سے ڈرتا رہتا ہے اور اللہ کے احکام کی پابندی کر سکتا ہے، اسی آخرت کے یقین کی وجہ سے ایک ایمان والے اور غیر ایمان والے کی زندگی کے اعمال میں بہت بڑا فرق پیدا ہوتا ہے اور ایمان والا اسی یقین کی وجہ سے دن رات قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گذارتا ہے اور دنیا میں جنت والے راستے پر چلتا رہتا ہے۔

سوال:۔ اگر دنیا کی زندگی میں آخرت کا یقین نہ ہو تو انسان کی زندگی

ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود کیسی ہوتی ہے؟

جواب:۔ جو لوگ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ آخرت میں کامیاب ہونے اور جہنم میں سزا اور عذاب بھگتنے کی فکر ہی نہیں کرتے، بے لگام اونٹ اور آوارہ جانوروں کی طرح چرتے پھرتے ہیں، وہ جدھر چاہیں جیسا چاہیں نفسانی خواہشات پوری کرتے ہیں، ان کو حرام وحلال جائز اور ناجائز کا تصور ہی نہیں ہوتا، وہ نیکیوں سے گھبراتے اور دور رہتے ہیں اور برائیوں کو پسند کرتے ہیں، آخرت پر کمزور عقیدہ رکھنے یا یقین نہ رکھنے والے مسلمان برائے نام اسلام کی پابندی کرتے اور اسلام میں پورے پورے داخل بھی نہیں ہوتے، کبھی اسلام کی پابندی کرتے اور کبھی غیر اسلام پر چلتے ہیں، اسلام کے مقابلے غیر اسلامی کلچر اور طریقے پسند کرتے ہیں، اسلام کے بعض احکام جو آسان اور ان کے لئے فائدہ مند ہوں ان پر شوق سے چلتے اور جن اعمال سے تھوڑی تکلیف ہوتی اور بار پڑتا ہے ان کو اختیار نہیں کرتے، ان کے لئے جمعہ کی نماز پڑھنا آسان اور ہر روز پانچ وقت نماز ادا کرنا مشکل ہوتا ہے، جوڑے کی رقمیں، سامانِ جہیز، ناجائز رسم ورواج اور دعوت، رشوت اور سود کو چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے، ان کو پردہ اور برقعہ اختیار کرنا بہت گراں اور معیوب دکھتا ہے، فیشن کے طور پر اسکارف باندھ کر چہرے کی نمائش کرنا اچھا لگتا ہے، فضول خرچی اور جاہلانہ غیر اسلامی رسم ورواج سے اپنی آرزو اور خواہشات پوری کر کے دین کی شکل بگاڑتے ہیں، اسلام کے مقابل یہود ونصاریٰ کا کلچر پسند کرتے، انہی کی طرح نیم برہنہ لباس پہنتے اور بال رکھتے، ناچ، گانا بجانا اور فحش کلامی سے گفتگو کرنے سے نہیں گھبراتے اور نہ شرماتے، ناحق لوگوں کی زمین، دُکان اور مکانات پر قبضہ کر لیتے، قرض لے کر دلیری سے ڈوبا دیتے ہیں، معمولات میں جھوٹ بول کر کاروبار کرتے اور لوگوں کو دھوکہ دے کر ان کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں، دنیا کے فائدے اور لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے اور ستانے کے لئے جھوٹے مقدمے ڈالتے ہیں، اللہ سے نڈر بن کر قرآن وحدیث سے ہٹ کر دین میں غلو کرتے ہوئے نئی نئی باتیں

اور طریقے ایجاد کرتے ہیں اور ان کو لوگوں میں عام کر کے دین کی شکل بدلتے دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی محبت کا دعویٰ کر کے آپؐ کی اطاعت واتباع سے دور رہتے ہیں، سنت کے خلاف زندگی گذارتے ہیں، اعمال صالحہ کی جگہ اعمال رذیلہ اختیار کرتے ہیں، یہ سارے کام کرنے والے عقیدۂ آخرت کے یقین سے دور ہوتے ہیں، اس لئے اس طرح کے اعمال اختیار کرتے ہیں۔

سوال:۔ کیا انسان کی عقل دنیا میں رہ کر آخرت کا ادراک کرسکتی ہے؟

جواب:۔ انسان کی عقل بہت معمولی اور چھوٹی چیز ہے، وہ دنیا میں رہ کر آخرت کا ادراک (احساس) نہیں کرسکتی، صرف قرآن وحدیث پر مکمل بھروسہ واعتماد کر کے ایمان لانا، یقین کرنا اور سچا ماننا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے عقل کو آخرت کا یقین پیدا کرنے اور پہچان حاصل کرنے کے لئے دنیا میں بہت سی مثالیں، نشانیاں اور علامتیں رکھی ہیں جس سے انسان اس کا آسانی سے ادراک کرسکتا ہے۔

سوال:۔ کیا کنویں میں رہنے والا مینڈک سمندر کا ادراک کرسکتا ہے؟

جواب:۔ انسانوں کی عقل کی مثال باؤلی اور کنویں کے اس مینڈک کی طرح ہے جو ہر روز باؤلی کو دیکھتا اور اس میں چکر لگاتا ہے، اس کی نظر اور مشاہدے میں باؤلی ہی سب کچھ ہوتی ہے، اگر آپ اس سے کہیں کہ یہ تیری باؤلی سے کروڑ ہا گنا بڑی ایک دوسری دنیا ہے جس میں بڑے بڑے برِّ اعظم ہیں اور بڑے بڑے سمندر ہیں؛ جن کی گہرائی اور لمبائی اور چوڑائی کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا، اس میں بے انتہاء جانور ہیں، وہ خطرناک موجوں کے ساتھ حرکت کرتے رہتے ہیں، اس دنیا میں بڑے بڑے آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑ ہیں، اس میں سورج، چاند، ستارے ہیں، وہاں زمین پر کروڑ ہا درخت پودے اور لاکھوں قسم کے جانور رہتے ہیں، وہ کہے گا کہ میرے نزدیک یہ سمجھ سے باہر کی دنیا ہے اور میری عقل میں آنے والی بات نہیں ہے اور نہ میں اس پر یقین کرسکتا ہوں۔

سوال:۔ کیا ماں کے پیٹ اور انڈوں میں رہنے والے بچے دنیا کا ادراک

کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ یہی حال ایک وہ بچہ کا ہے جو انسانی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، اس سے کوئی کہے کہ تو عنقریب ایک ایسی دنیا میں جانے والا ہے جہاں تیری اس دنیا سے کروڑ ہا گنا بڑی دنیا ہے، اس میں بڑے بڑے سمندر، اونچے پہاڑ، کروڑ ہا درخت، پودے، جانور، کیڑے مکوڑے ہیں، وہاں کروڑ ہا انسان اور جنات رہتے ہیں، وہاں آسمان سے باتیں کرنے والی بلڈنگیں، محلات اور کامپلکس ہیں، وہاں تیز رفتار سواریاں، موٹر سائیکل، موٹر کاریں، ریل گاڑیاں، ہوائی جہاز، راکٹس وغیرہ ہیں، اس دنیا سے کروڑ ہا گنا بڑا سورج، چاند، ستارے اور سیّارے ہیں، وہاں آگ اور پانی ہے، وہاں انسان بم، بندوق اور ٹینک استعمال کر کے جنگ لڑتے ہیں، تو انسانی پیٹ میں رہنے والا وہ بچہ اور انڈوں والے بچے بھی یہی کہیں گے کہ ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی اور نہ ہماری عقل اسے قبول کرتی ہے، ہم اپنی اس دنیا سے کروڑ ہا گنا بڑی دنیا پر یقین نہیں کر سکتے۔

سوال:۔ کیا سمندر کی مچھلی دنیا کی چیزوں کا ادراک کر سکتی ہے؟

جواب:۔ اسی طرح اگر ایک سمندر کی مچھلی کو کوئی یہ کہے کہ اے مچھلی! تو اس گوشت کے ٹکڑے کو مت کھا، اس لئے کہ اگر تو اس کو کھائے گی تو اس میں پھنس جائے گی، اس میں ایک کانٹا ہے جس کا نام گل ہے، وہ تیرے حلق میں پھنس جائے گا اور تو گرفتار ہو جائے گی، وہ گل اور کانٹا دھاگے سے بندھا ہوا ایک انسان کے ہاتھ میں ہے جو سمندر سے باہر کھڑا ہوا ہے، جب تو پھنس جائے گی تو وہ تجھے کھینچ کر سمندر سے باہر نکالے گا اور زمین پر لے جا کر گرم گرم راکھ تجھ پر ڈالے گا اور چھری نام کے ایک ہتھیار سے تیرے جسم کی کھال کے چھلکے نکال کر پھینک دے گا اور پھر کلہاڑی نام کے ہتھیار سے تیرے ٹکڑے کر دے گا، پھر آگ جلائے گا اور بڑے برتن میں تیل ڈال کر آگ پر تیل کو گرم کرے گا اور تیرے ٹکڑوں میں مرچی نمک بھر کر خوب تلے گا، پھر زمین پر انسان رہتے ہیں، ان کے ہاتھوں میں پانچ پانچ انگلیاں اور منہ میں ۳۲،۳۲ دانت ہوتے ہیں، وہ دسترخوان پر تیرے ٹکڑے رکھ

کر مزے لے کر کھا جائیں گے اور تیرے کانٹے اور ہڈیوں کو کچرا کونڈی میں پھینک دیں گے، وہاں کتا اور بلی نام کے جانور ہوتے ہیں وہ تیرے کانٹوں اور ہڈیوں کو بھی چبا جائیں گے، مچھلی پورا سمندر پھرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے خواہ مخواہ کیوں ڈراتے ہو؟ مجھے تو کہیں پر بھی نہ کانٹا اور گل نظر آئی نہ کڑھائی، تیل، آگ، نظر آئی، نہ چھری اور کلہاڑی نظر آئی نہ انسان، کتا، بلی نظر آئے، مجھے ان باتوں پر یقین نہیں آ رہا ہے اور نہ میری عقل ان باتوں کو سمجھ سکتی اور نہ ہی مان سکتی ہے، یہی حال عقیدۂ آخرت پر کمزور ایمان رکھنے والوں اور آخرت کا انکار کرنے والوں کا یا آخرت پر شک کرنے والوں کا ہوتا ہے۔

یہی حال انسانوں کا ہے کہ وہ چھوٹی سی دنیا میں رہ کر آخرت کا ادراک نہیں کر سکتے، ان کی عقل آخرت کا اندازہ نہیں لگا سکتی ہے، اس لئے قرآن وحدیث پر کامل بھروسہ کر کے آخرت کو مان لیں اور آخرت کی فکر کے ساتھ زندگی گذاریں۔

سوال:۔ **انسان آخرت کا انکار آخر کونسی دو باتوں کی وجہ سے کرتا ہے؟**

جواب:۔ (۱) انسان آخرت کا انکار اپنی آنکھوں سے نہ دیکھنے اور عقل کی سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے کرتا ہے، اس کا مشاہدہ نہ ہونا اس کو گمراہ کرتا ہے۔

(۲) دوسرا وہ دنیا میں رہ کر آخرت کا اندازہ نہیں لگا سکتا ہے، وہاں کے انعامات اور وہاں کی سزاؤں کا دنیا میں رہ کر تصور بھی نہیں کر سکتا، اس کی عقل ان کا تصور ہی نہیں کر سکتی، اسی وجہ سے وہ آخرت کا انکار کر دیتا ہے۔

سوال:۔ **انسانوں میں آخرت کا یقین کیوں پیدا نہیں ہوتا اور وہ آخرت کا انکار کس وجہ سے کرتے ہیں؟**

جواب:۔ بے شعور، ایمان سے دور یا کمزور ایمان والے یا مشرک انسان زیادہ تر اپنے حواس پر بھروسہ کرتے ہیں، قرآنی تعلیمات سے انہی لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جو قرآن کی بنیاد (ایمان) کو اپنے اندر جذب کریں، جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہوئی ہے، جو لوگ صرف اپنے حواس پر بھروسہ و اعتماد کرتے ہیں وہ اس بنیادی عقیدہ کو

اپنے اندر جذب نہیں کر سکتے، انسانی زندگی ہر لمحہ عقیدۂ ایمان کے ہر جز و کی محتاج ہے۔

ایمان سے محروم انسان مشاہدہ ہی پر اعتماد کرتا ہے، ان کا مشاہدہ اور ان کی عقل ان کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ ایک انسان جب مر جاتا ہے تو:

☆ وہ پرندوں کے معدہ کی غذاء بن جاتا ہے، پرندے اُسے نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔

☆ یا کیڑے مکوڑے اُسے کھا جاتے ہیں اور وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

☆ یا سمندروں میں ڈوب کر غرق ہو جاتا ہے اور تہہ میں مل جاتا ہے۔

☆ یا سمندری جانوروں کی غذاء بن کر ان کے معدوں میں چلا جاتا ہے۔

☆ یا آگ میں جلانے سے راکھ بن کر اپنا پورا وجود کھو دیتا ہے۔

☆ یا مٹی میں دفن کرنے سے جسم سڑ گل کر ریزہ ریزہ ہو کر مٹی بن جاتا ہے۔

بے شعور اور عقیدۂ آخرت پر یقین نہ رکھنے والا اپنے مشاہدہ سے یہ سوچتا ہے کہ موت کے بعد جب انسان کا وجود ہی باقی نہیں رہتا تو پھر وہ ہزاروں سال بعد دوبارہ پورے جسم اور اعضاء کے ساتھ مکمل انسان بن کر کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے؟ ان کو تو دنیا میں ہر روز یہ نظر آتا ہے کہ انسان کو جسم اور مکمل اعضاء کے ساتھ پیدا ہونے کے لئے عورت اور مرد کو شادی کرنا پڑتا ہے، پھر نو مہینے تک ماں کے پیٹ میں رہ کر اعضاء کے ساتھ مکمل جسم بننا پڑتا ہے، پھر دنیا میں آنے کے بعد پندرہ بیس سال میں جوان ہو کر مکمل انسان بنتا ہے، وہ قبر میں سے کچھ بھی نہ ہوتے ہوئے یکدم چھ فٹ کا انسان بن کر کیسے کھڑا ہوگا؟

☆ اسی وجہ سے ہر زمانہ کے لوگوں کو اور تقلیدی، خاندانی اور بے شعور ایمان والوں کو دوبارہ زندہ ہونے کی باتوں پر یقین نہیں ہوتا یا پھر وہ باپ دادا کے کہنے اور ماننے پر یا وعظ ونصیحت سننے پر مجبوراً مذہب کی تقلید میں مان لیتے ہیں، مگر یقین کی کیفیت سے دور ہوتے ہیں، ان کو شعوری طور پر عقیدۂ آخرت سمجھ میں نہیں آتا اور نہ وہ اس پر یقین پیدا کر سکتے ہیں، ہر زمانہ کے بے شعور لوگوں کے لئے یہ بات ناقابل تصور تھی اور ہے۔

☆ اسی لئے رسالت کے ظاہر ہوتے ہی ابتدائی دور کی آیات اور سورتوں میں عقیدۂ

آخرت کا زیادہ تذکرہ کیا گیا، ان کو دوبارہ زندہ ہونے، حساب کتاب، جنت و جہنم کے انعامات وعذابات کو سمجھایا گیا، مرنے کے بعد کی زندگی کی اہمیت بتلائی گئی۔

☆ اس تشریح کے پیش نظر ہمیں بھی ہر مسلمان بچہ کو بچپن میں ایمان مفصل یاد دلاتے وقت آخرت کے عقیدہ کو شعوری اور حقیقی انداز میں سمجھانا ہوگا تا کہ وہ یقین کی کیفیت پیدا کر سکے اور کسی شک میں مبتلا نہ ہونے پائے اور زندگی بھر دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرتا رہے۔

☆ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں میں آخرت کا عقیدہ بہت کمزور ہو گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت کی حقیقت سمجھے بغیر تقلیدی طور پر یا قانونی طور پر ایمان کے الفاظ کو رٹ لیتے ہیں، دنیا کی زندگی کے سدھار اور عقیدۂ ایمان کے تمام اجزاء پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنے کے لئے عقیدۂ آخرت کا مضبوط ہونا ضروری ہے، تب ہی انسان آخرت پر ایمان رکھ کر آخرت کی تیاری کر سکتا ہے۔

سوال:۔ آخر پیغمبروں کی بات پر انسان یقین اور بھروسہ کیوں نہیں کرتا؟

جواب:۔ انسان جس کو سچا مانتا ہے اس کی بات کو آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہے، انسان کی یہ بھی فطرت ہے کہ وہ جس جس انسان اور ذریعہ کو سچا مانتا ہے اس کی اطلاع اور خبروں کو بغیر دیکھے آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتا ہے، سچا مانتا ہے اور یقین کر لیتا ہے۔

☆ چنانچہ حکومتوں پر اعتماد کر کے ریڈیو اور ٹی وی کی خبروں کو بالکل سچا مانتا ہے، اخبارات کی اطلاعات کو بغیر دیکھے سچا مانتا ہے، زلزلے، طوفان اور بیماریوں کے پھیلنے وغیرہ کی اطلاعات پر فوراً احتیاطی تدابیر اختیار کرتا ہے۔

☆ ڈاکٹر کی تشخیص پر بھرپور اعتماد کر کے پرہیز کرتا ہے، جسم کے اندرونی اعضاء کے خراب ہونے نہ ہونے کو دیکھتا ہی نہیں، صرف ڈاکٹروں کے کہنے پر سچ مان کر پرہیز کرتا اور دواؤں کا استعمال کرتا ہے۔

☆ اس کے برعکس قرآن وحدیث کی تعلیمات پر ویسا یقین نہیں رکھتا جیسا حکومت کی

خبروں پر یقین کرتا ہے، قرآن و حدیث کے ذریعہ دوزخ کے حالات اور سزاؤں کے متعلق پڑھ کر سن کر بھی دوزخ ہی کے راستہ کو پسند کرتا ہے اور اسی راستہ پر چلتا ہے، جنت سے محرومی کا احساس تک اپنے اندر پیدا نہیں کرتا، گناہوں کی سخت سزائیں جان کر بھی جان بوجھ کر گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے گناہ کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی باتوں کو تقلیدی طور پر معلومات کی حد تک سنتا ہے، علم کی حد تک جان لیتا ہے، حلق سے نیچے نہیں اُتارتا، صرف زبان سے جنت اور جہنم کے تذکرے کرتا ہے، کبھی اپنی عقل پر زور ڈال کر آخرت کی سچائی کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا، نہ اس کو آخرت کی سچائی اور حقیقت سمجھنے کی فکر نظر آتی ہے اور نہ اس کو آخرت کی سچائی اور حقیقت سمجھائی جاتی ہے اور نہ آخرت پر یقین پیدا کرنے والی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔

پیغمبر کو بھی باپ دادا کے کہنے، استادوں کی تعلیم اور وعظ و نصیحت کی وجہ سے تقلیدی طور پر مانتا ہے اور پیغمبر کی سچائی کو حقیقی اور شعوری طور پر یقین کے ساتھ حلق سے نیچے نہیں اُتارتا، زبان سے پیغمبر اور آخرت کا نام لیتا ہے، پیغمبر سے زبانی محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہے، بظاہر پیغمبر کا نام آجائے تو ادب و احترام میں درود بھی پڑھتا ہے، مگر پیغمبر کی تعلیمات کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے اعمال کا دیوانہ ہوتا ہے، اور جان بوجھ کر پیغمبر کے اعمال کے خلاف چلتا ہے، یہ اس لئے کرتا ہے کہ پیغمبر کی سچائی اور ان کے ارشادات کی سچائی کو یقین کے درجہ میں داخل نہیں کرتا، گویا وہ زبان سے تو پیغمبر کو سچا مانتا ہے مگر شعوری طور پر عملی درجہ میں پیغمبر کے خلاف چلتا ہے، پیغمبر کے مقابلہ وہ ڈاکٹروں کی باتوں، ٹی وی، اخبارات کی خبروں پر بھروسہ و اعتماد زیادہ کرتا ہے، کبھی ٹی وی اور اخبارات سے علم حاصل کرنے خبریں سننے کے بعد ان خبروں اور اطلاعات کے خلاف عمل نہیں کرتا، زلزلہ اور طوفان آنے سے چار چھ گھنٹے پہلے ہی محفوظ جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔

ایمان بالغیب تو حقیقت میں یہ ہے کہ آخرت کو دیکھے بغیر آخرت کی تیاری کرنا اور جس طرح دنیا میں آگ کی جلن، بجلی کی شاٹ، بول و براز اور ان کی بدبو، پھوڑا پھونسی کی

تکلیف، بھوک اور پیاس کی شدت سے دور رہتے ہیں، اس سے ہزار گنا دوزخ کی سزاؤں اور تکالیف اور وہاں کی آگ میں جلنے کا احساس رکھ کر دنیا میں زندگی گذارنا حقیقت میں آخرت کو مان کر اس کا یقین رکھنا ہے، جو کیفیت غیر ایمان والوں کی قیامت کے دن میدانِ حشر میں وہاں کے حالات، بے عزتی، تکالیف اور عذابات کو دیکھ کر ہوگی، مؤمن دنیا کی زندگی میں اللہ کی نافرمانی سے ویسے ہی گھبرا جائے، کانپ جائے تو مانا جائے گا کہ اس انسان کو آخرت کا کامل یقین ہے، پیغمبر کو سچا ماننا کب مانا اور سمجھا جائے گا، جب پیغمبر کی بات پر دل سے یقین کر کے عمل اسی طرح کرتے ہوئے دوزخ سے محفوظ رہنے کی فکر کی جائے، کسی کی بات کو جان کر عمل نہ کرنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ کہنے والے کو سچا نہیں مانا جا رہا ہے، اس کی بات پر یقین نہیں کیا جا رہا ہے، اگر انسان پیغمبر، کتاب اور آخرت کو شعوری طور پر مان لے تو اس کی کیفیت ہی الگ ہو جاتی ہے، وہ گناہ کرنے سے گھبراتا ہے اور نیکیوں کا شوق رکھتا ہے۔

سوال:۔ کیا پہلے زمانہ کے انسان سائنس دانوں کے دعوؤں پر یقین کر سکتے تھے؟

جواب:۔ انسان کی عقل انسان کو گمراہ بھی کرتی ہے، فرض کیجئے کہ آج سے تین چار سو سال پہلے اگر کچھ سائنس داں یہ دعویٰ کرتے کہ وہ ہوا میں ہزاروں ٹن وزنی جہاز تین چار سو انسانوں کو ان کے سامان کے ساتھ اڑنے والا بنائیں گے اور دنیا کے کونے کونے کی فوٹو ایک آلہ میں جنگل سمندر، درختوں، پہاڑوں، بلڈنگوں کو سمندر کے اندھیروں کو ہٹا کر بتلائیں گے، تو ہر کوئی انسان ان دعوؤں پر یقین نہ کرتا، ان کو پاگل اور بیوقوف اور جھوٹا سمجھتا، مگر آج کا انسان ان کے سب دعوؤں کو صحیح ہوتا ہوا دیکھ کر آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہے، سچ مانتا ہے اور ان کی آئندہ پیشین گوئیوں کو سچا مانتا اور یقین کرتا ہے۔

☆ اسی طرح پیغمبروں نے یہ تعلیم دی کہ ایک دن قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ شروع سے آخر تک تمام انسانوں کو جسموں کے ساتھ دوبارہ زندہ کر کے حساب لے گا تو

انسان کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے، کل جب وہ قیامت کے دن حشر کے میدان میں دیکھیں گے تو افسوس اور اپنی بیوقوفی پر روئیں گے، انسان دنیا کے ماہرین، ڈاکٹر اور سائنس دانوں پر تو بھروسہ کرتے ہیں، مگر وہ روحانیت کے اصل ماہرین اور پیغمبر کی باتوں پر یقین نہیں کرتے، اگر ان پر یقین و بھروسہ نہیں کیا تو قیامت کے دن حسرت و افسوس سے پچھتائیں گے، لیکن یہ پچھتاوا اور افسوس اس وقت کچھ کام نہ آئے گا۔

سوال:۔ آخر بیوقوف انسان آخرت کی تیاری سے کیوں دور بھاگتے ہیں؟

جواب:۔ بیوقوف انسانوں کو دنیا کی زندگی میں عقل و حواس اس کو دھوکہ میں مبتلا کرتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے اور جنت کے راستہ پر چلتے ہیں ان پر مصیبتیں اور تکالیف کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں، وہ پریشان حال زندگی گذارتے ہیں اور جو جھوٹ، لوٹ مار، رشوت، جوڑ اگھوڑا، سود اور بے ایمانی پر زندگی گذارتے ہیں وہ عیش و آرام اور مزیدار زندگی گذارتے ہیں، اس لئے عقل و حواس ان کو جنت والے اعمال میں تکالیف اور جہنم والے اعمال میں دنیا کی عزت و راحت اور آرام کا احساس دلاتے ہیں، چنانچہ وہ حواس و عقل کی غلط رہنمائی کی وجہ سے آخرت کی تیاری سے دور بھاگتے ہیں، اور مختصر مدت کے آرام کو ترجیح دیتے ہیں ان کو گناہوں میں لذت اور آرام محسوس ہوتا ہے۔

سوال:۔ عقلمند اور حقیقی ایمان والے دنیا کو ترجیح نہ دے کر آخرت کی تیاری کیوں کرتے ہیں؟

جواب:۔ عقلمند اور حقیقی ایمان والے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے یہ جان لیتے ہیں کہ دنیا کی زندگی مختصر ہے، یہاں کا عیش، یہاں کی عزت، یہاں کا آرام اور کامیابی عارضی اور مختصر ہے، اصل زندگی تو دنیا کے بعد شروع ہونے والی ہے، وہ جانتے ہیں کہ جنت کے راستہ کی تکالیف، مصیبت اور پریشانیوں میں ہی کامیابی ہے، دنیا میں ایمان کے ساتھ تقویٰ اختیار کر کے اللہ کی اطاعت پر جو تکالیف آئیں ان پر صبر اختیار

کرنے سے آخرت بنتی ہے، اگر جہنم کے راستہ پر چل کر جھوٹ، رشوت، دھوکہ بازی، مال حرام، لوٹ مار، ظلم وزیادتی، شراب، زنا اور سود سے عیش کریں گے تو ان تمام اعمال کے نتائج آخرت میں تکلیف دہ اور سزا پانے کے ہوں گے، ان کے عقل وحواس دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ نہیں کھاتیں، دنیا داروں کو دیکھ کر وہ رال نہیں ٹپکاتے، بلکہ حالت تکلیف میں مصیبتیں برداشت کر کے اسلام پر زندگی گذارتے ہیں اور آخرت کو اصل زندگی تصور کرتے ہیں، ان کو نیکیوں میں سکون اور گناہوں میں گھبراہٹ ہوتی ہے، وہ جانتے ہیں دنیا میں گناہوں میں مزہ اور عیش ہے اور جنت کے اعمال میں تکالیف اور پریشانیاں ہیں۔

سوال:۔ آخرت کو ماننے اور نہ ماننے والوں کی زندگیاں کیسی ہوتی ہیں؟

جواب:۔ آخرت کو ماننے اور نہ ماننے والے، آنکھ والوں اور اندھوں کی طرح ہوتے ہیں، ماننے والے ہر عمل آنکھ والوں کی طرح اور نہ ماننے والے اندھوں کی طرح کرتے ہیں، جس طرح آنکھ رکھنے والے سانپ کو جان بوجھ کر نہیں پکڑتے، آگ اور گڑھے میں نہیں گرتے، غلاظت وگندگی سے بچتے اور گندگی نہیں کھاتے، اسی طرح آخرت پر ایمان رکھنے والے دنیا کی زندگی میں جہنم والے اعمال سے دور رہتے، اللہ کی نافرمانی سے دور رہتے، یہود ونصاریٰ کی اتباع سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر چلنا چاہتے ہیں، ان کے برعکس آخرت سے غافل انسان اندھوں کی طرح جان بوجھ کر سانپ کی بل میں ہاتھ ڈالتے، آگ کی روشنی سے رال ٹپکاتے اور آگ سے نہیں بچتے، اور گندگی کے گڑھے میں گرتے اور گندگی میں مزہ ہونے کی وجہ سے اُسے کھاتے ہیں ان کو جنت والے اعمال سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، وہ دوزخی اعمال کو خوب پسند کرتے اور اللہ کی نافرمانی کی پرواہ نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کر یہود ونصاریٰ کی نقل میں زندگی گذارتے ہیں، نماز کے لئے بلانے پر دُکان، تجارت اور نوکری سے چمٹے رہتے ہیں، اسلام کے تقریباً ہر حکم کی خلاف ورزی جسارت کے ساتھ کرتے ہیں۔

ان کی مثال بول وبراز کے ڈھیر کی ہوتی ہے، جس طرح دیہاتوں میں جانوروں

کی لید ایک جگہ ڈال کر ڈھیر بنا دیا جاتا ہے، ہوائیں اس ڈھیر پر گرد و مٹی اُڑا کر جمع کر دیتی ہیں، بارش کا پانی اس پر سبزہ اُگا دیتا ہے، وہ ڈھیر اوپر سے خوشنما معلوم ہوتا، نرم نرم اور تازہ لگتا ہے، یہ لوگ اس کی خوشنمائی، نرمی اور تازگی کو دیکھ کر اس ڈھیر پر لوٹتے ہیں؛ تو لوٹنے سے پوری گندگی میں بھر جاتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں، اسی طرح آخرت سے غافل انسان دنیا کی چمک دمک پر خوب عیش کرتا ہے اور گناہوں سے لذت حاصل کر کے اس میں لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے، پھر مرنے کے بعد پچھتائے گا۔

سوال:۔ آخرت پر یقین پیدا کرنے کے لئے کون کونسی چیزیں سمجھانا ضروری ہے؟

جواب:۔ ا۔میت اور دنیا کی حقیقت سے عبرت دلائی جائے،۲۔مرنے کے بعد حساب لینے کی وجہ سمجھائی جائے،۳ دوبارہ زندہ کرنے کی مثالیں سمجھائی جائیں،۴۔قیامت کی نشانیاں بتلائی جائیں،۵۔دنیا میں جنت و دوزخ کے نمونے بتلائے ہیں،۶۔ہر چیز میں اثر اور نتیجہ ملنے نہ ملنے کو سمجھایا جایا،۷۔دنیا میں نیکی اور بدی کا مکمل بدلہ نہ ملنے کو سمجھایا جائے۔

سوال:۔ دنیا میں نظر نہ آنے والی چیزوں کا یقین کیسے پیدا کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ پیارے بچو! دنیا میں بہت ساری چیزیں ہمیں نظر نہیں آتیں ہم ان کو ان کی علامتوں، نشانیوں، آثار اور خوشبو یا بدبو سے پہچان لیتے ہیں، ان کے موجود ہونے کا یقین کر لیتے ہیں، مثلاً پھلوں کے نظر نہ آنے پر ان کی خوشبو سے پہچان لیتے ہیں کہ کونسا پھل قریب میں چھپا ہوا ہے، پھولوں کی خوشبو سے پھول کے نظر نہ آنے کے باوجود پہچان لیتے ہیں کہ قریب میں کونسا پھول ہے، بول و براز کی بدبو سے بول و براز کے قریب پڑے ہونے کو پہچان لیتے ہیں، چوہا مر جانے کے بعد اس کی سڑان سے پہچان لیتے ہیں کہ چوہا مر گیا ہے، اسی طرح جب ہم کو آخرت نظر نہیں آ رہی ہے تو آخرت کا یقین علامتوں، نشانیوں اور آثار سے حاصل کرنا ہوگا۔

۱۔میت اور دنیا کی حقیقت سمجھانے سے آخرت پر یقین بڑھتا ہے

سوال:۔ میت اور دنیا سے عبرت دلا کر آخرت کا یقین کیسے پیدا کیا جائے؟

جواب:۔ جب کوئی انسان مرتا ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ جس طرح یہ ہم سے پہلے انتقال کر گیا اس کے بعد ہم بھی اس دنیا کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، یہ دنیا ہر انسان کو مختصر مدت تک امتحان کے لئے دی جاتی ہے، عمر مکمل ہونے اور امتحان کا وقت ختم ہونے کے بعد دنیا میں ٹھہرنے کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور موت کے ذریعہ انسان کو آخرت کے دروازے قبر کی طرف لے جا کر ڈال دیا جاتا ہے، اس لئے ہر انسان کو یہ دنیا چھوڑنا ضروری ہے۔

سوال:۔ کیا انسان کی مختلف حالتیں آخرت کا یقین دلاتی ہیں؟

جواب:۔ ہاں انسان کی مختلف حالتیں آخرت کا یقین دلاتی ہیں، انسان عالم ارواح (عہد الست) نسل در نسل، باپ کی ریڑھ کی ہڈی، ماں کا پیٹ، دنیا، عالم برزخ، حشر کے میدان سے جنت و دوزخ کی طرف جا رہا ہے، دنیا میں بچپن، جوانی اور بوڑھاپے سے گذرتا ہے، اس کے مرنے سے پہلے اس کے بال سفید ہوجاتے، دانت گر جاتے، آنکھوں کی روشنی ختم ہوجاتی، کانوں کا سننا ختم ہوجاتا، چلنے پھرنے اور پکڑنے کی صلاحیتیں ختم ہوجاتی ہیں، نیند ختم ہوجاتی ہے، عقل میں بھول پیدا ہوجاتی ہے، گویا مرنے سے پہلے یہ سب چیزیں مرجاتی ہیں، انسان ماں کا پیٹ، دنیا، عالم برزخ، میدانِ حشر، پل صراط پر سے سفر کرتا ہوا جنت، دوزخ میں چلا جاتا ہے، دنیا اس سفر کا درمیانی اسٹیشن ہے، انسان کی زندگی دنیا میں مسافر کی طرح کچھ دیر ٹھہر کر آگے بڑھ جاتی ہے، دنیا اس کا ہمیشہ کا ٹھکانہ نہیں۔

سوال:۔ انسان کی زندگی آخرت کی طرف کیسے دوڑ رہی ہے؟

جواب:۔ انسان چاہے آخرت کو مانے یا نہ مانے، اقرار کرے یا نہ کرے، بہرحال اس کی زندگی بہت تیزی سے آخرت کی طرف دوڑ رہی ہے، وہ ہر روز دیکھ رہا ہے کہ دنیا کا

وقت تیزی سے سیکنڈوں، منٹوں، گھنٹوں، دن، رات، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کی شکل میں گذر رہا ہے، پھر کبھی واپس نہیں آ رہا ہے، انسان کی زندگی ماں کے پیٹ سے دنیا میں آ کر بچپن، جوانی اور بوڑھاپے سے ہوتی ہوئی گذر رہی ہے اور موت کے ذریعہ خود بخود اس دنیا سے آگے دوڑ رہی ہے، اسی طرح ہر روز ہزاروں انسان دنیا میں پیدا ہوتے اور ہزاروں انسان موت کے ذریعہ دنیا سے غائب ہو رہے ہیں، دنیا کی زندگی برف کی طرح ہر روز کم ہو رہی ہے، انسان کی زندگی کا سفر گویا یہ بتلا رہا ہے کہ وہ آگے ہی آگے بھاگ رہا ہے، آخرت کی طرف دوڑ رہا ہے، ماں کے پیٹ سے نکل کر دنیا میں آتا ہے، پھر دنیا سے قبر میں جاتا ہے، پھر قبر سے حشر کے میدان میں جائے گا، عقلمند و سمجھدار انسان اپنی زندگی ختم ہونے سے پہلے اس کو آخرت کی کرنسی میں بدل لیتا ہے، جس طرح برف کا تاجر برف کو پانی بننے سے پہلے کرنسی میں بدل لیتا ہے، بیوقوف انسان اپنی زندگی کو بیوقوف غافل تاجر کی طرح برف کو پانی بنا کر برباد کر لیتا ہے، اسی طرح وہ بھی برباد کر لیتا ہے، انسان کی زندگی ہر روز ہر لمحہ تیزی سے آخرت کی طرف دوڑ رہی ہے اور دن بہ دن اس دنیا کی مہلت اور عمر کم ہوتی جا رہی ہے، وقت کا تیزی سے گذرنا اور گذرے وقت کا پھر واپس لوٹ کر نہ آنا یہ کھلا ثبوت ہے کہ دنیا آخرت کی طرف دوڑ رہی ہے۔

اللہ نے ہر مخلوق کو ایک عمر مقرر کر دی ہے، مخلوق کے مرنے کا نام موت یا فناء ہو جانا اور ختم ہو جانا ہے، اور کائنات کی جب عمر مکمل ہو جائے گی تو اس کے فناء ہو جانے کو قیامت کہتے ہیں، انسان کی یہ بہت بڑی غفلت اور نادانی ہے کہ وہ ہر روز اپنے سامنے دنیا کی مختلف مخلوقات کو مرتا ہوا اور ختم ہوتا ہوا فناء ہوتا ہوا اور دنیا سے غائب ہوتا ہوا دیکھ کر بھی دنیا کو اصلی ٹھکانہ ہی سمجھتا ہے، آخرت کی تیاری نہیں کرتا، آخرت سے غافل بنا رہتا ہے، ہر روز نیند کے ذریعہ چھوٹی موت مرتا اور پھر دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے، پھر بھی دوبارہ مر کر زندہ ہونے پر پختہ یقین نہیں کرتا، وہ ہر دن مشاہدہ کرتا ہے اور علم رکھتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز ایک مختصر مدت کے لئے زندہ رہتی ہے، پھر دنیا سے غائب ہو جاتی ہے، اسی طرح اللہ نے دنیا کی بھی ایک

عمر مقرر کی ہے اور دنیا تیزی سے وقت کی شکل میں اپنی عمر مکمل کر رہی ہے، جیسے ہی اس کی عمر مکمل ہو جائی گی اس پر قیامت بر پا ہو جائے گی، وہ برباد کردی جائے گی، پھر آخرت قائم ہو جائے گی، انسان کی زندگی وقت کی شکل میں ہے اور وقت عمر کی شکل میں گذار رہا ہے، زندگی سے موت کی طرف جارہا ہے، اس طرح انسان آخرت کی طرف سفر کر رہا ہے۔

سوال:۔ **انسان کے ساتھ آخرت تک کونسی چیز جاتی ہے؟**

جواب:۔ انسان کے تین ساتھی ہوتے ہیں: (۱) اس کا مال، عہدہ اور کرسی؛ جو مرتے ہیں اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، (۲) اس کے اہل وعیال اور رشتہ دار؛ جو قبر تک آگے، پھر مٹی ڈال کر چلے جاتے ہیں، (۳) اس کے اعمال؛ جو آخرت تک اس کے ساتھ آتے ہیں، اس لئے جو چیز ہمیشہ ساتھ رہنے والی ہے، ایمان اور عمل صالح اس کی فکر کرنی چاہئے۔

سوال:۔ **اسلام میں موت کو یاد کرنے کا طریقہ کیا ہے؟**

جواب:۔ موت کو یاد کرنے کے لئے انسان اپنے بوڑھاپے، ضعیفی، کمزوری وناتوانی پر نظر رکھے، بیماری اور اس کی تکلیف پر نظر رکھے، سکرات کی تکالیف کو سوچے، فرشتوں کے روح نکالنے پر غور کرے، میت کی حالت پر غور کرے، قبر کے حالات کو سنے، میدانِ حشر کے حالات کو جانے اور پھر پل صراط، جنت وجہنم کی نعمتوں اور عذابات کو سمجھے، اس سے انسان میں موت کی یاد پیدا ہوتی ہے، دنیا کی زندگی کو عارضی اور مختصر سمجھے، ایک انسان کی میت کو دیکھ کر اس کے بعد خود کے بھی دنیا سے جانے کا تصور کرے، جنازوں میں شریک ہوں، قبرستان کی زیارت کریں، مختلف مرنے والوں کے حالات جانیں، موت یاد رہے تو آخرت کا یقین دماغ پر چھا جاتا ہے، موت سے غفلت دنیا کی محبت میں اضافہ کرتی ہے، موت کی یاد رکھنے موت کے پورے احوال کو ذہن میں لائے، نہ کہ تسبیح کے دانوں پر موت موت یاد کرتے بیٹھے رہیں۔

سوال:۔ **کیا جنازہ میں شرکت اور قبرستان کی زیارت سے عقیدہ آخرت تازہ ومضبوط ہوسکتا ہے؟**

جواب:۔ ہاں! جنازہ میں شرکت کرنے، کفن دفن کا انتظام کرنے اور قبرستان کی زیارت کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ شرکت وزیارت کرنے والے عبرت ونصیحت حاصل کریں، تو ان میں عقیدۂ آخرت کا یقین پختہ ہوتا ہے اور موت کی یادزندہ رہتی ہے۔

☆ ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے جنازہ میں شریک ہوکر اس کے کفن دفن کا انتظام کرے اور نماز جنازہ اور قبرستان جائے، اس سے زندہ انسان کو بھی اپنی موت یاد آئے گی کہ مجھے بھی ایک دن دنیا کو چھوڑ کر جانا ہے، وہ قبر کی زیارت کر کے اور عالم برزخ کے حالات سننے کے ذریعہ عقیدۂ آخرت کو تازہ کرسکتا ہے۔

☆ اس کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث میں قبر، قیامت، میدانِ حشر اور جنت و دوزخ کے جو حالات بتلائے گئے ہیں ان کو پڑھتا رہے، ان سے عبرت ونصیحت حاصل کرے، خاص طور پر جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابات کو یادر کھے، اس سے اس کے ذہن میں آخرت کی یاد تازہ رہے گی۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ باوجود بہت بڑے عالم ہونے کے ہر روز علماء کی محفل منعقد کرتے اور قبر، قیامت، حشر، جنت اور دوزخ کے حالات وواقعات سنتے اور روتے تھے، کانپ جاتے تھے، اس طرح وہ آخرت کی یاد کو اپنے اندر زندہ رکھتے تھے۔

☆ آگ کی تکلیف، پھوڑا پھونسی کی تکلیف، بھوک و پیاس کی شدت، دنیا کی سزاؤں، اندھیرے، شدت کی گرمی، سر میں درد، بیماریوں کے درد، شدت کی سردی، بول وبراز کی بدبو وغیرہ سے جہنم کی سزاؤں اور عذاب کا اندازہ قائم کرتے رہئے کہ کیا وہاں کی ان تمام سزاؤں کو برداشت کرسکیں گے؟

۲۔ مرنے کے بعد حساب لینے کی وجہ سمجھانے سے آخرت پر یقین بڑھتا ہے

سوال:۔ مرنے کے بعد انسان اور جنات کا حساب لینا کیوں ضروری ہے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں انسان کو زمین پر خلافت عطا فرمائی اور تمام مخلوقات میں افضل و اعلیٰ بنایا۔

انسان اور جنات کے لئے دنیا کو امتحان گاہ بنایا اور انہیں صحیح و غلط راستہ بتا کر اور اس کے نتائج سے آگاہ کر کے زور زبردستی نہیں کیا؛ بلکہ اپنی مرضی سے استعمال کرنے کی آزادی و اختیار دیا، ایمان لانے اور نہ لانے کی آزادی دی، انسان کو زمین پر اللہ کے قانون کو نافذ کرنے یا نہ کرنے کی آزادی دی، یعنی اللہ کی اطاعت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا، اس لئے:

☆ ساری کائنات سے ہٹ کر انسان کو جب زمین پر خلافت دی گئی تو اس کا حساب لینا ضروری ہے۔

☆ ان کو کائنات کی چیزوں کے استعمال کی آزادی اور اختیار دیا گیا ہے تو حساب لینا ضروری ہے۔

☆ تمام مخلوقات میں اعلیٰ اور عمدہ عقل وفہم عطا گیا ہے، اچھے بُرے کی تمیز دی گئی، اس لئے ان کو اچھے بُرے اعمال پر ذمہ دار بنانا ضروری ہے اور اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ وحیِ الٰہی نازل کر کے صحیح اور غلط راستہ کا علم دیا گیا، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ ان کو برائی کی طاقت رکھ کر نیکی کرنے کا اختیار دیا گیا، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ ایمان قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ زندگی کو سُدھارنے، گناہوں سے توبہ کرنے کی مہلت دی گئی، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ ان کو ضمیر اور نفس دیا گیا، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ عبادت واطاعت، توحید، شرک، کفر کے اختیار کی کھلی آزادی اور اختیار دیا گیا، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ پیغمبروں کو بھیج کر ہدایت و رہنمائی کا انتظام کیا گیا، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ وحیٔ الٰہی نازل کر کے کتاب دی گئی، اللہ کی مرضیات اور غیر مرضیات سمجھائے گئے، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

☆ اللہ کی نعمتوں کو اپنی مرضی کے مطابق جیسا چاہے استعمال کا اختیار دیا گیا، چاہے صحیح یا غلط، اس لئے حساب لینا ضروری ہے۔

سوال:۔ انسان دنیا کی زندگی میں حساب اور جانچ کس کس کی کرتا ہے اور ذمہ دار کس کو ٹھہراتا ہے؟

جواب:۔ انسان اپنی دنیا کی زندگی میں حساب اسی سے لیتا اور ذمہ دار اسی کو بناتا ہے جس کے پاس عقل و شعور ہو، اگر کوئی عقل و شعور رکھ کر غلط اور بُرا کام کرے، جرم کرے، حکومتی قانون کی خلاف ورزی کرے تو اُسے غلطی اور بُرے کام پر مجرم کی حیثیت سے ذمہ دار بنا کر گرفتار کرتا، سزا دیتا اور جرمانہ لگاتا ہے۔

☆ انسانی حکومت میں حساب اسی سے لیا جاتا ہے جس کو کچھ ذمہ داریاں و اختیارات دئے جائیں کہ اس نے اپنی ڈیوٹی برابر انجام دی ہے یا نہیں، اپنے اختیارات کا صحیح استعمال کیا ہے یا غلط کیا ہے۔

☆ دنیا کی زندگی میں انسان حساب اسی سے لیتا ہے جس کو حکومتی مشنری و سامان لوگوں کی مدد کے لئے، ملک کا انتظام چلانے کے لئے مال و دولت، خزانہ کی ذمہ داری بطور امانت دی جاتی ہیں؛ کہ اس نے امانت میں خیانت تو نہیں کی اور اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں۔

☆ انسان خود اپنے ماتحتوں کی ایمانداری اور بے ایمانی کو تمام کاموں میں چیک کرتا ہے اور حساب لیتا ہے۔

سوال:۔ دنیا میں کس انسان سے حساب نہیں لیا جاتا؟ اور کس انسان کو جرم کے باوجود مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا؟

جواب:۔ دنیا میں جو انسان پاگل اور بیوقوف ہو، جو دیوانہ اور مجنون ہو اس سے حساب نہیں لیا جاتا، اگر پاگل انسان کسی کا قتل بھی کر دے تو اُسے مجرم نہیں مانا جاتا، وہ غلطی کرے، گالیاں دے، یا برہنہ پھرے؛ تب بھی نہ اُسے مجرم کہا جاتا ہے اور نہ سزا دی جاتی ہے، اُسے عقل سے معذور انسان مان کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

☆ جو انسان اختیارات نہ رکھتا ہو، امانت دار نہ ہو، ذمہ داریاں نہ رکھتا ہو اس سے بھی حساب نہیں لیا جاتا۔

☆ اسی طرح چھوٹے کم عقل بچے غلطی کر جائیں، معصوم بچے کچھ نقصان کر دیں تو ان کو بھی نہ سزا دی جاتی ہے اور نہ ان سے حساب لیا جاتا ہے، نہ ان کو نقصان کا اور نہ غلط کام کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔

☆ اسی طرح انسانوں کی حکومت میں جانور اگر کسی پر حملہ کر کے نقصان پہنچائے یا کسی کو چیر پھاڑ دے یا کسی کو اٹھا کر پٹخ دے، سینگ مار کر پیٹ پھاڑ دے تو اُسے بھی ملزم نہیں ٹھہرایا جاتا ہے، اگر وہ دودھ، انڈے نہ دے یا نافرمانی کرے تب بھی اُسے مجرم نہیں مانا جاتا، اس لئے کہ وہ انسان جیسی عقل، بھلائی و برائی اور نیکی و بدی کا شعور نہیں رکھتے۔

سوال:۔ **کیا حساب لینا اور جانچنا انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے؟**

جواب:۔ ہاں! حساب لینا اور جانچنا انسانوں کی فطرت کے عین مطابق ہے، اس لئے کہ انسان خود اپنی حکومت میں عدالتیں قائم کرتا ہے اور مجرموں پر مقدمات چلاتا ہے اور جیل میں سزائیں دیتا ہے، اپنے قانون کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانے بھی لگاتا ہے، اگر انسان خود اپنی حکومت میں پولیس کا محکمہ نہ رکھے، عدالتیں قائم نہ کرے اور مجرموں کے لئے قید خانے نہ بنائے تو عوام میں کوئی بھی حکومت کے قانون پر عمل نہیں کرتا اور جرائم کرنے سے نہیں ڈرتا، قتل وخون، غارت گری اور فسادات کرنے سے نہیں گھبراتا، انسان خود اپنی حکومت میں عوام کی حرکتوں پر نگاہ رکھنے کے لئے چیک پوسٹ اور جانچ کے مراکز بناتے ہے اور اپنے ملازموں کی جانچ کے لئے آڈِٹ اور حساب لینے کا طریقہ رکھتے

ہیں، اگر یہ طریقہ نہ رکھے تو اس کی حکومت بدعنوانیوں کا جنگل بن جاتی ہے اور عوام غنڈے، بدمعاش، خونی اور لٹیرے بن جاتی ہے اور قانون کا غلط استعمال کرتی ہے۔

جب انسان خود اپنی حکومت میں افسروں کو جو اختیارات دیتا ہے اس کا حساب لیتا ہے، دُکان کا مالک اپنے نوکر اور ملازم سے پورا حساب لیتا ہے، دفتروں میں آڈٹ کی جاتی ہے، حساب وکتاب کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے، حکومت میں کسی کو گورنر یا افسر بنایا جاتا ہے تو اس کے کام اور کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے، یونہی حکومت کے کسی علاقہ پر اختیارات نہیں دئے جاتے، اگر وہ گورنر خودمختاری اور اپنی مملکت کا اعلان کرے یا اپنی مرضی چلائے یا کسی غیر حکومت سے ہاتھ ملالے تو اس کو غدار قرار دے کر پکڑ لیا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے۔

پیارے بچو! ذرا غور کرو جب انسان اپنے ماتحت اور نوکر سے اپنے مال و دولت اور اختیارات و آزادی کا پورا پورا حساب لیتا ہے تو انسانوں کا مالک انسانوں کو عقل وفہم، اچھے بُرے کی تمیز اور چیزوں کے استعمال کی آزادی واختیار، نیکی و بدی کا اختیار، پیغمبر اور وحی کے ذریعہ ہدایت ورہنمائی کے بعد حساب نہیں لے گا؟ بے شک اس کا حساب لینا عین انصاف ہے اور انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔

۳۔دوبارہ زندہ کرنے کی مثالیں سمجھانے سے آخرت پر یقین بڑھتا ہے

سوال:۔ دوبارہ زندہ کرنے کی مثالیں دے کر آخرت کا یقین کیسے پیدا کیا جائے؟

جواب:۔ انسان ہر روز نیند کے ذریعہ مر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پھر اس کو چند گھنٹوں کے بعد دوبارہ نیند سے بیدار کر کے زندہ کرتا ہے اور یہ عمل وہ ہر روز کرتا ہے، تو کیا وہ ہم کو آخرت میں زندہ نہیں کر سکتا؟ حدیث میں نیند کو چھوٹی موت کہا گیا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ پانی کو ہر روز بخارات بنا کر ہواؤں میں اڑاتا ہے، پھر بادل بنا کر زمین

پر برسات کی شکل میں برساتا ہے، پانی کو برف بناتا اور اس کو پھر پانی بنا سکتا ہے، حالانکہ پانی کی پوری شکل بھی بدل دیتا ہے، بخارات میں تو پانی، دھواں بن کر نظر بھی نہیں آتا تو انسان کو دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟! اس کے لئے یہ کام مشکل کیوں ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ ہر روز سورج چاند ستاروں کو طلوع وغروب کرتا ہے، ہر روز بار بار دن کو لاتا اور رات کو ختم کر سکتا ہے، موسموں کو بار بار لاتا ہے، تو انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوگا؟

☆ جب اللہ تعالیٰ زمین کو ہر گرما میں مردہ بنا کر خشک کر دیتا ہے اور برسات میں پانی برسا کر پھر زندگی عطا فرماتا ہے اور اس میں جان ڈال دیتا ہے، تو وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟

☆ سالوں سے پڑے ہوئے مردہ بیجوں کو جب کسان زمین میں قبر بنا کر دفن کر دیتا ہے تو اللہ اُسے جاندار، ہرے بھرے پودوں کی شکل بنا کر نکالتا ہے، پانی اور مٹی کے ذریعہ لہلہاتے کھیتوں، باغوں اور چمن میں تبدیل کر دیتا ہے، جب وہ مردہ بیجوں کو زندہ کر سکتا ہے، تو انسانوں کو دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟! مردہ جڑیں پانی ملتے ہی زندہ ہو کر سر سبز و شاداب پودوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

☆ جانداروں کے جسموں میں خلیات کے مر جانے کے بعد فوراً دوسرے خلیات پیدا کر دیتا ہے، زخموں کو دوبارہ بھر دیتا ہے، بڑھتے ہوئے جسم کو نئے جسم میں تبدیل کر سکتا ہے، درختوں کی ڈالیوں، پتوں اور پھولوں کو کاٹنے اور توڑنے کے بعد بار بار پھر یہ چیزیں ان پر پیدا کر سکتا ہے، تو انسان کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوگا؟!

☆ جب وہ جانداروں کے پیٹ اور انڈوں میں پانی کے قطروں کو جانداروں میں تبدیل کر سکتا ہے، بغیر مشین اور آلے کے وہ جانداروں کے اعضاء بنا سکتا ہے اور الگ الگ طبیعت و مزاج والے جانور بنا سکتا ہے، بغیر نر اور مادہ کے پھلوں، ترکاریوں، غلہ اور اناج میں کیڑے پیدا کر سکتا ہے، بول و براز میں کیڑا پیدا کر سکتا ہے تو انسان جب بن چکا

ہے پھر دوبارہ اس کو کیوں پیدا نہیں کرسکتا؟!

☆ برسوں سے چاول، گیہوں، ترکاریوں، غلہ، اناج، پھلوں کے بیجوں سے بار بار ویسے ہی پھل، ترکاریاں اور غلہ واناج نکال سکتا ہے، جانداروں کے مرجانے کے بعد ان کی نسلوں کے اقسام برسوں سے ویسے ہی پیدا کرسکتا ہے، نہ ان کی صفات میں کوئی فرق، نہ ان کی شکل وصورت میں کوئی فرق، نہ ان کی عادات میں کوئی فرق، آج سے ہزاروں سال پہلے ہاتھی، اونٹ اور گھوڑا جیسا پیدا ہوتا تھا بالکل ویسا ہی آج بھی پیدا کررہا ہے، دو ہزار سال پہلے جو پرندہ جیسا پیدا کرتا تھا آج بھی ویسا ہی پیدا کررہا ہے، یہ سب علامتیں اور نشانیاں ہیں دوبارہ زندہ کرنے کی، جب اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ بغیر کسی مشکل کے کرسکتا ہے تو انسانوں اور جنوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس کے لئے مشکل کیوں ہوگا؟ وہ ضرور دوبارہ پیدا کرکے حساب لے گا، انسان چاہے مانے یا نہ مانے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو انسانی نطفہ پر غور کرنے کی تعلیم دی، جب وہ اپنی قدرت سے معمولی پانی کے قطرہ کو ہڈی، گوشت، خون اور چمڑی میں تبدیل کرسکتا ہے، اور اس پانی کے قطرہ پر تصویر بنا کر آنکھ، کان، ناک، دل ودماغ، زبان، ہاتھ، پیر، گردے، پھیپڑے اور بھیجہ جیسی چیزیں پیدا کرسکتا ہے، چمڑے پر بال اُگا سکتا ہے، منہ میں دانت پیدا کرسکتا ہے اور پھر چھ فٹ کا انسان بنا سکتا ہے، پھر اس میں زبردست لکھنے پڑھنے، سوچنے سمجھنے، بات کرنے، کام کرنے، دوڑنے بھاگنے کی صلاحیت دے سکتا ہے؛ جبکہ انسانی نطفہ ہی بڑا ہوکر یہ سب کام کررہا ہے تو مرنے کے بعد مٹی سے پھر زندہ کیوں کھڑا نہیں کرسکتا، اس کے لئے یہ مشکل کیوں ہے؟ جبکہ ایک وقت انسان کا نام ونشان اور وجود ہی نہیں تھا، اس کا کوئی دنیا میں ذکر ہی نہیں تھا، جب وہ ایک مرتبہ بنا چکا ہے تو پھر دوبارہ کیوں نہیں بنا سکتا، چاہے انسان ہو کہ جانور جب وہ پانی کے قطرہ میں ہر جنس کی صفات، طبیعت، مزاج اور عادات منتقل کرسکتا ہے، ہزاروں سال بعد بھی شیر کو اس کی اپنی صفات وعادات کے ساتھ پیدا کررہا ہے، گھوڑے کو اس کی صفات وعادات کے ساتھ پیدا کررہا ہے تو انسان کو مٹی سے

دوبارہ زندہ کیوں نہیں کرسکتا؟ وہ تو ترکاریوں، پھلوں اور گندگی میں بغیر ماں باپ کے ہر روز کیڑے پیدا کرتا ہی رہتا ہے، اس کی قدرت میں کوئی چیز مشکل اور ناممکن نہیں، اللہ اسی کو کہتے ہیں جو مجبور ومحتاج نہ ہو۔

کیا اللہ صرف اتنا ہی کرسکتا ہے جتنا وہ آج کر رہا ہے؟ تو کیا کل پھر اس کا اظہار نہیں کرسکتا؟ انسان اپنے معمولی، کم عقل، ناقص اور مجبور سائنس دانوں کے کارناموں کو دیکھ کر یہ نہیں کہتا کہ یہ سائنس دان جو آج اللہ ہی کے دئے ہوئے علم سے نئے نئے ایجادات کررہے ہیں؛ تو کل وہ چاند سورج اور ستاروں تک جانے والی گاڑیاں اور راکٹ نہیں بناسکتے ہیں؟ اگر زندہ رہ کر دیکھ لے تو اُسے حیرانی نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ سائنس دانوں کے علم پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ اور یقین رکھتا ہے، اسی طرح جب خالق کائنات بے جان چیزوں سے آج جاندار نکال رہا ہے، انڈوں سے بچے، بیجوں سے پودے، درخت، پھول اور پھل، اور پانی کے قطرے سے جانداروں کو ماں کے پیٹ سے نکال رہا ہے؛ تو وہ بے جان مردہ قبر سے زندہ انسانوں کو نہیں نکال سکتا؟ دنیا میں گوبر سے ہر روز جگنو نکالتا ہے، بول وبراز، ترکاریوں اور پھلوں میں بغیر نر و مادہ کے جراثیم اور کیڑے پیدا کررہا ہے، بغیر مرغ کے انڈے نکال رہا ہے، تو کیا کل وہ جلائے ہوئے مردہ انسانوں کی راکھ اور مٹی سے انسانوں کو زندہ نہیں کرسکتا؟! اللہ تو ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے، کیا وہ آج جو کررہا ہے؛ وہ کل نہیں کرسکتا؟ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ ضرور زندہ کرے گا، جب وہ بے جان مٹی کو حیات قبول کرنے کے قابل بناتا ہے، بے جان مردہ انڈے کو بچے میں تبدیل کرتا ہے، مردہ سوکھے ہوئے بیجوں کو لہلہاتے پودوں میں تبدیل کرتا ہے، پانی کو برف، پتھر اور بخارات بننے اور پھر پانی بننے کی ہر روز مثالیں ظاہر کررہا ہے؛ تو انسان کو کل قیامت میں مٹی، سمندر، پرندوں کے جسموں، جلی ہوئی راکھ وغیرہ میں بکھرے ہوئے ذرات کو پھر انسان نہیں بنا سکتا؟ انسان مرجاتا ہے تو اس کے ذرات ڈی این اے DNA وغیرہ کی شکل میں اسی زمین میں بکھرے پڑے رہتے ہیں، اور جو انسان دنیا میں

آنے سے پہلے ہوا، پانی، پھلوں، درختوں، پودوں کی غذاؤں کے ذرات میں پھیلا ہوا تھا، اللہ نے اس کے رس سے تمام ذرات کو پانی کے قطرہ میں جمع کر کے نطفہ بنایا، پھر انسان بنایا، تو پھر انسان کو مٹی اور راکھ میں ملی ہوئی گلی سڑھی بوسیدہ ہڈیوں کے ذرات کو پھر وہ جمع کر کے انسان نہیں بنا سکتا؟ جس طرح وہ آج کر رہا ہے؛ آخرت میں بھی کرے گا، یہ بھی غور کرو! کہ انسان مجموعہ ہے لوہا، کاربن، آکسیجن، سوڈیم، فاسفورس، پوٹاشیم، زنک، کیلشیم وغیرہ کا، جب اللہ انسان کو ہر روز ان بے جان چیزوں کو مختلف بے جان مردہ غذائیں دال، چاول، آٹا، گوشت، انڈے، دودھ پھل، ترکاریاں کھلا کر جسم میں کہیں بال بنا رہا ہے، کہیں ہڈی، کہیں گوشت، کہیں خون، کہیں چربی، کہیں دانت، کہیں آنکھوں میں روشنی، کہیں کانوں میں سماعت، کہیں زبان میں گویائی اور مزا، تو کیا وہ کل بے جان اور مردہ مٹی سے جاندار انسان کھڑا نہیں کر سکتا؟ اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں بہت آسان ہے، کسی دھات اور کسی گیاس میں انسان بننے کے اجزاء اور ترکیب نظر ہی نہیں آتی، عقلمند و سمجھ دار انسان ان تمام چیزوں پر غور وفکر کر کے آخرت میں دوبارہ زندہ ہونے کا یقین پیدا کر کے زندگی گذارتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ بے شک اللہ دوبارہ زندہ کر کے انسان اور جنات کا حساب لے گا۔

۴۔قیامت کی نشانیاں سمجھانے سے آخرت پر یقین بڑھتا ہے

عام طور پر قیامت کی نشانیاں بیان کی جاتی ہیں مگر آخرت کا یقین پیدا کرنے کی نسبت سے بیان نہیں کی جاتیں، اس لئے مشاہدہ میں آنے والی تمام قیامت کی نشانیاں آخرت کی نسبت سے بیان کی جائیں۔

سوال:۔ **قرآن وحدیث میں قیامت، عالم برزخ، میدان حشر، جنت و دوزخ کے حالات بیان کرنے میں حکمت کیا ہے؟**

جواب:۔ قرآن وحدیث میں قیامت، عالم برزخ، میدانِ حشر، جنت ودوزخ کے

حالات بیان کرنے میں ایک حکمت یہ نظر آتی ہے کہ ان نشانیوں، علامتوں اور وہاں کے حالات سن کر غور کرنے پر انسان میں آخرت کا یقین پختہ اور مضبوط ہو اور انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے کا احساس اپنے اندر پیدا کرے، ان نشانیوں اور حالات کو دیکھ کر سن کر انسان کو آخرت کی سچائی سمجھ میں آسکتی ہے، اس لئے بچپن ہی سے بچوں کو قیامت کی وہ نشانیاں جو مشاہدے میں آرہی ہیں ان کا خوب تذکرہ کیا جائے، ان پر غور کروایا جائے، اس سے وہ آخرت کی تیاری کے ساتھ دنیا میں زندگی گذار سکتے ہیں۔

سوال:۔ کیا اللہ نے دنیا کی ہر چیز جوڑا جوڑا بنائی ہے؟

جواب:۔ ہاں! اللہ نے دنیا کی ہر چیز جوڑا جوڑا بنائی ہے، مثلاً دن کے ساتھ رات، اُجالے کے ساتھ اندھیرا، زندگی کے ساتھ موت، خوشبو کے ساتھ بدبو، راحت کے ساتھ تکلیف، دوستی کے ساتھ دشمنی، مذکر کے ساتھ مؤنث، علم کے ساتھ جہالت، آگ کے ساتھ پانی، اسی طرح دنیا کے ساتھ آخرت اور جنت کے ساتھ دوزخ بنائی۔

وقت بہت تیزی سے گذرے گا:۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ وقت تیزی سے نہ گذرنے لگے، اس کی تشریح یوں فرمائی کہ ایک سال ایک ماہ کے برابر محسوس ہوگا، اور ایک ماہ ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک گھڑی کے برابر ہوگا، اور ایک گھڑی ایسے گذر جائے گی جس طرح آگ کا شعلہ یکا یک بھڑک کر ختم ہو جاتا ہے۔ (ترمذی) یہ نشانی بچہ بھی آسانی سے محسوس کرسکتا ہے، اس لئے کہ دن تیزی سے بھاگ رہے ہیں۔

ہر بعد والا زمانہ پہلے زمانہ سے بُرا ہوگا:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بعد کا زمانہ پہلے زمانہ سے بُرا ہوگا، (بخاری) یعنی ظلم اور گناہ بڑھتا جائے گا، ایمان کی حفاظت مشکل ہو جائے گی، بے دینی بڑھ جائے گی، (بخاری)

دولت کی کثرت ہو جائے گی:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمان دولت مند ہوں گے مگر ایمان کے اعتبار سے مفلس ہوں گے، گھروں پر زیب و

زینت کے پردے ایسے ڈالیں گے جیسے کعبہ کو پردوں سے ڈھانکا جاتا ہے۔(ترمذی)

صحابہ کرامؓ دنیوی اعتبار سے مفلس تھے؛مگر دولتِ ایمان سے آراستہ تھے،موجودہ زمانہ میں یہ دیکھا جارہا ہے کہ جس طرح دولتمند دین سے دور ہیں اسی طرح غریب مفلس لوگ دین سے بے بہرہ ہیں،دونوں کو آخرت کے مقابلہ دن رات دنیا حاصل کرنے کی فکر لگی ہوئی ہے،آج لوگ پٹرول،ڈالر کی دولت سے عمدہ غذائیں اور لباس و مکانات سے مالا مال ہیں،مگر دین وایمان سے خالی ہیں،ان کی اکثریت بیکار ہے۔

اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا:۔ ایک روایت میں ہے کہ اسلام کا صرف نام لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ جائے گا،گناہ کی کثرت ہوگی،اسلام اسی طرح مٹا دیا جائے جیسے کپڑے کا نقش ونگار،کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ نماز،روزہ،قربانی اور صدقہ کسے کہتے ہیں،قرآن کریم راتوں رات اٹھالیا جائے گا؛حتی کہ زمین پر ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی،کچھ ضعیف لوگ باقی رہ جائیں گے جو باپ دادا کی تقلید میں کلمہ پڑھیں گے۔(سنن ابن ماجہ)

معروف ومنکر کا کام چھوڑ دیا جائے گا:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت ان کے دلوں سے نکل جائے گی،اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہوجائے گی،اور جب آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔(درمنثور)

مسلمان بہت ہوں گے مگر بیکار رہوں گے:۔ ایک روایت میں کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی مگر گھاس کے تنکوں کی طرح بیکار ہوگی،وہ دنیا سے اور مال ودولت سے محبت کریں گے اور موت سے دور بھاگیں گے۔(ابوداؤد)

☆ ایک روایت میں ہے کہ مسجدیں بھری ہوئی ہوں گی مگر وہ ہدایت کے اعتبار سے خالی ہوں گی۔(سیوطی)

☆ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:مسلمان کثیر تعداد میں بھیڑ کی شکل میں ہوں

گے، لیکن ان میں ایک بھی خشیت الٰہی رکھنے والا شخص موجود نہ ہوگا۔ (کنز العمال)

نیک لوگوں کو اُٹھا لیا جائے گا:۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس طرح چھلنی سے آٹا چھان لینے کے بعد بھوسی باقی رہ جاتی ہے، اُسی طرح اچھے شریف نیک لوگوں کو اُٹھا لیا جائے گا، کافر، مشرک، ملحد، بے دین اور بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جو نہ معروف کو پہچانیں گے نہ ہی منکر کا انکار کریں گے۔ (مسند احمد) قیامت ایسے ہی لوگوں پر قائم ہوگی، بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگ یکے بعد دیگرے ختم ہوتے جائیں گے اور بیکار لوگ رہ جائیں گے، جیسے ردّی یا کھجور کا کوڑا رہ جاتا ہے، اللہ کو ان کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہوگی؟

☆ روایتوں میں ہیکہ قیامت کے قریب جھوٹی گواہی وشہادت دی جائے گی۔ (مسند احمد)

کم ظرف اور نا اہل لوگ عہدوں پر ہوں گے:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں صرف دینار اور درہم ہی کام کریں گے۔ (مسند احمد)

☆ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے قریب ننگے پیر، ننگے بدن والے بکریاں اور اونٹ چرانے والے اونچے اونچے مکانات بنا کر فخر کریں گے اور نا اہل اور کم ظرف لوگ زمین کے بادشاہ ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی عہدے نا اہلوں کو دئے جائیں گے، پچھلے زمانوں میں مالداروں کو پسند نہیں کیا جاتا تھا، مگر جیسے جیسے زمانہ قیامت سے قریب ہوتا جا رہا ہے مالدار چاہے زانی، شرابی، دھوکہ باز، جواری ہی کیوں نہ ہو اس کی محفل میں سب سے بڑھ کر عزت کی جاتی ہے، اس کی دولت موٹر بنگلہ نوکر چاکر کی شان دیکھ کر سب مرعوب ہوجاتے ہیں، قوم اور خاندان میں اُسے بڑا مان کر عزت دی جاتی ہے، وعظ ونصیحت کرنے والے بھی مال لے کر وعظ کر رہے ہیں اور مالداروں کے گھروں کے اطراف ہاتھ باندھ کر چکر کاٹ رہے ہیں، مرشد اپنا خلیفہ مالدار کو بنا رہے ہیں، غریب کو دور رکھا جاتا ہے، شادی بیاہ میں بھی دینداری چھوڑ کر مالداری کو ترجیح دی جارہی ہے، دولت کی زیادتی کی وجہ سے فضول خرچی خوب ہوگئی،

ہر سال عید کے موقعوں پر گھر کا پورا سامان بدل کر نیا سامان خرید ا جاتا ہے، جھوٹی شان کے لئے استطاعت سے بڑھ کر مال خرچ کیا جارہا ہے۔

امانت میں خیانت کرنے والے زیادہ ہوں گے:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب امانت اٹھ جائے گی۔(مشکوٰۃ)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب سچے لوگوں پر بھروسہ نہیں کیا جائے گا، امانت داری باقی نہیں رہے گی، دھوکہ باز زیادہ ہو جائیں گے۔(مسند احمد)

موجودہ زمانہ میں لوگ مسجدوں، مدرسوں اور عوامی اداروں کے ذمہ دار بنتے ہیں اور لوگوں کی ہدایت رہنمائی اور مال کی حفاظت کا انتظام صحیح نہیں کرتے، دُکان اور مکان کو کرایہ پر لے کر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں، قرض لے کر واپس نہیں کرتے، لوگوں کے راز کو راز نہیں رکھتے، حکومت کے مخبر بن کر یا قوم کے لیڈر بن کر حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر اپنا اور اپنے اہل وعیال کا فائدہ چاہتے اور سرکاری خزانہ کا غلط استعمال کرتے ہیں، ناکارہ، نااہل اور کمینے قسم کے لوگوں کو عہدے دئے جارہے ہیں، قیامت کے قریب کمینے قسم کے لوگ خوشحال ہوں گے، چنانچہ چور، ڈاکو، لُٹیرے، زانی، شرابی، جواری اور قاتل لوگ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں۔

گانے بجانے کے آلات اور گانے والیوں کی کثرت ہوگی:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں گانے بجانے کے آلات اور گانے والیوں کی کثرت ہوجائے گی۔(ابن ماجہ)

پچھلے زمانوں کے مقابلہ میں اس زمانہ میں یہ علامتیں ہر گھر میں نظر آتی ہیں، غیر مسلم تو غیر مسلم مسلمانوں کی کثیر تعداد بھی گانے بجانے سننے کے عادی بن چکی ہے، موٹروں، فون، ٹی وی، ہوٹلوں اور شادی بیاہ وغیرہ ہر جگہ اس کے بغیر لوگوں کا وقت نہیں گذرتا، ناچنا گانا آج کل فیشن اور صنعت بن چکے ہیں، باقاعدہ اس کے اسکول اور

ٹریننگ سنٹر بن گئے ہیں، دن رات ٹی وی سے لوگ اسی چیز کے عادی بن گئے ہیں، ان کا وقت گانے سنے بغیر کٹتا ہی نہیں۔

حرام مال کھانے کو گناہ نہیں سمجھا جائے گا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ اس نے مال کیسے حاصل کیا، آیا حلال ذریعہ سے حاصل کیا یا حرام ذریعہ سے۔ (بخاری)

موجودہ زمانہ میں اس حدیث کی پیشین گوئی ظاہر ہوگئی ہے، لوگ جوڑے کی رقمیں، سامانِ جہیز اور کرایہ دار بن کر زمین، گھر اور دُکان خالی کرنے میں پگڑی کی رقم مانگتے ہیں، رشوت اور سود بھی کھانے میں گناہ نہیں سمجھ رہے ہیں، فکس ڈپازٹ کر کے سود لے رہے ہیں، کرایہ کے مکانات، دُکانات، اوقاف کی جائیداد پر قبضہ کر لیتے ہیں اور ناجائز طریقہ سے زمینات پر قبضہ کر رہے ہیں، قرض لے کر ادا کرنا ضروری نہیں سمجھتے، جھوٹ اور دھوکہ دے کر مال ہڑپ لیتے ہیں، منشی و اکاؤنٹنٹ بن کر غبن کر لیتے ہیں، رشوت کے مال سے اولاد کو ڈاکٹر، انجینئر اور دوسری بڑی ڈگریاں دلا رہے ہیں۔

سود عام ہو جائے گا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود عام ہو جائے گا، کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا جو سود کھانے والا نہ ہو اور اگر سود نہ بھی کھائے گا تو اُسے سود کا دھواں اور غبار پہنچ جائے گا۔ (احمد، ابوداؤد)

موجودہ زمانہ میں ساری دنیا میں بنکوں کے کاروبار سے سود کو عام کر دیا گیا اور لوگ کاروبار کرنے گھر بنانے، تجارت کرنے، سواریاں خریدنے، عیش و عشرت کی زندگی گذارنے، اولاد کو غیر ممالک میں تعلیم کے لئے بھیجنے، بنکوں سے سود پر قرض حاصل کر رہے ہیں، لوگ وظیفہ پر علحدہ ہو کر رقم کاروبار میں لگانے کے بجائے بنک میں رکھ کر ہر مہینہ پرافٹ کے نام پر سود کھا رہے ہیں، تاجر لوگ آپس میں ہراج کی چٹھی ڈال کر سود کھا رہے ہیں یا پھر رہن کے مکانات سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

قتل وخون بہت ہوگا:۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں قتل کثرت

سے ہوگا، قتل کرنے والے کو یہ تک علم نہ ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور قتل ہونے والے کو بھی یہ پتہ نہ ہوگا کہ وہ کیوں قتل کیا گیا، فتنوں کی کثرت ہوگی۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ کثرت سے انسانوں کا قتل ہوگا، مسلمان بھی ایک دوسرے کو قتل کریں گے، اس دور کے لوگوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی، بیوقوف لوگ پیشوا ہوں گے؛ جو اپنے آپ کو حق پر سمجھیں گے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دنیا کی دوسری قومیں کفار اور مشرکین متحد ہو کر ایمان والوں کو ختم کرنے کے لئے ایسے جمع ہوں گے جیسے کھانے کے برتن کے اطراف جمع ہوتے ہیں، اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم نہیں؛ بلکہ بہت زیادہ ہوگی، مگر وہ سمندر کے جھاگ اور گھاس پھوس کی طرح ہوں گے، اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں میں سے ان کا رعب نکال دے گا، وہ دنیا سے محبت کریں گے اور موت کو مکروہ خیال کریں گے۔ (ابوداؤد)

اگر دنیا کے حالات پر غور کیا جائے تو یہ نشانی کھلے طور پر سمجھ میں آرہی ہے، مختلف ملکوں میں قتل عام بہت ہو رہا ہے، کہیں دو مسلم ممالک آپس میں لڑائے جا رہے ہیں، ان کی عقلیں سلب ہو چکی ہیں اور کہیں آئے دن خودکش حملے کئے جا رہے ہیں، مرنے اور مارنے والے کو یہ خبر ہی نہیں کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے اور مرنے والا کیوں قتل ہو رہا ہے، کہیں مسجد اور اجتماعات میں گولی چلائی جا رہی ہے۔

عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہوں گی:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں گی، غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سروں پر اونٹوں کی کوہان کی طرح اٹھائے ہوئے ہوں گے، وہ نہ جنت میں داخل ہوگی اور نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔ (مسلم شریف)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور مردوں کی کمی ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا۔ (بخاری)

موجودہ زمانہ میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جیسا جیسا قیامت قریب آ رہی ہے عورتیں بے پردہ بن کر بازاروں، دفتروں، کمپنیوں اور اسکولوں میں آ رہی ہیں اور فیشن کے نام پر باریک کپڑا اور مختصر کپڑے جسم پر رکھ کر بھی ننگی نظر آتی ہیں، مردوں کو متاثر کرنے کے لئے تنگ اور نیم عریاں لباس پہن کر جسم کے قابلِ شرم حصوں کی نمائش کرنے کو گناہ نہیں سمجھ رہی ہیں، کھلے سر رہ کر بغیر ڈوپٹے کے سروں پر اونٹ کی کوہانوں کی طرح بال باندھ کر زیور اور میک اپ لگا کر مردوں کے درمیان رہتی ہیں، وہ خود بھی بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ شرم و حیاء سے دور رہ کر غیر مردوں سے ہنسی مذاق کرتی ہیں، فسادات اور جنگوں کی وجہ سے مرد زیادہ قتل ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی، ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد کے مقابلہ ۵۰ عورتیں ہوں گی۔

قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کے بجائے زیادہ محنت تجوید پر کی جائے گی:

☆ بیہقی اور مشکوٰۃ کی روایات میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن کو تیر کی طرح درست کیا جائے گا، (یعنی حروف کی ادائیگی کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جائے گا) اور قرآن پڑھنے سے دنیا حاصل کرنا مقصد ہوگا، آخرت سنوارنے کی فکر نہ ہوگی۔

☆ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو گانے اور نوحہ کے طریقہ پر پڑھیں گے، قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

موجودہ زمانہ میں لوگ قرآن مجید کو سمجھنے اور عمل کرنے کے بجائے صرف برکت کے طور پر تلاوت کرنا چاہتے ہیں، جھاڑ پھونک، بھوت پریت کو بھگانے، میت کی روح آسانی سے نکلنے یا کرایہ کا ختم قرآن کروانے یا زیارت، چہلم اور تراویح میں کمائی کا ذریعہ بنا کر قرآن پڑھ کر پیٹ پالنے دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا گیا۔

مولانا عاشق الٰہیؒ لکھتے ہیں کہ: لوگ قرآن کو سمجھنے اور عمل کرنے سے زیادہ اس کے الفاظ کو صحیح ادا کرنے ہی پر محنت کر رہے ہیں اور اس کے الفاظ کو تجوید کے ذریعہ درست تو

کیا جا رہا ہے، مگر سمجھنے اور عمل کرنے سے غافل بنے ہوئے ہیں، حروف کی صحیح ادائیگی کا بہت زیادہ خیال رکھا جا رہا ہے، قرآن وحدیث کے نام پر چندہ جمع کر کے عیش پرستی کی جا رہی ہے، ذاتی اور دنیوی غرض کے لئے مدارس کھولے جا رہے ہیں۔

مسجدوں کو سجایا جائے گا:۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں لوگ مسجدوں کو سجایا کریں گے، ان پر نقش ونگار کیا جائے گا اور ان پر فخر کیا جائے گا۔ (بخاری)

چنانچہ موجودہ زمانہ میں انسانوں میں دین کا شعور پیدا کرنے کے بجائے مسجدوں پر زیادہ محنت خوبصورت بنانے، نقص ونگار کرنے آرام دہ بھاری بھاری قالین اور ایر کنڈیشن، ٹائلس اور فانس لگانے، سنگ مرمر اور پالش اسٹون بچھانے کی فکر زیادہ ہے، خوبصورت مینار یں اور سونے چاندی کا پانی چڑھا کر دروازے کھڑکیاں اور پلرس بنائے جا رہے ہیں، غرض ہر قسم کی راحت وآرام کا سامان لگایا جا رہا ہے، مگر مسجدوں میں آنے والے بے شعور، دین کی سمجھ سے دور، شرک وبدعات میں ملوث نظر آتے ہیں۔

کلمہ اور سورۂ فاتحہ کا تک معنیٰ ومطلب نہیں جانتے، سورۂ فیل اور سورۂ ناس تک کسی سورت کا مطلب تک نہیں جانتے، بیت الخلاء اور وضو خانوں میں ٹائلس لگائے جا رہے ہیں، مسجدوں میں عود کا دھواں دیا جاتا ہے۔

مسجدوں میں دنیا کی باتیں اور جہالت ہوگی:۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ایک زمانہ میں لوگ دنیا کی باتیں مسجدوں میں کریں گے، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا؛ کیونکہ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

چنانچہ عقائد کے جھگڑے، کمیٹیوں کے جھگڑے، ذرا ذرا سی بات پر چیخ وپکار، مسلکی جھگڑے، گالی گلوج مسجدوں میں کی جا رہی ہے، عقائد کے جھگڑوں پر پولیس کو مسجدوں میں کتے لا کر چھوڑنا پڑ رہا ہے، لندن میں یہ ہو چکا ہے، اذان کا احترام نہیں، اذان کے وقت بلند آواز سے ہنسی مذاق کیا جاتا ہے۔

علم اُٹھ جائے گا، علماءِ سوء باقی رہ جائیں گے:۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے

قریب علم اُٹھ جائے گا، جہالت بہت بڑھ جائے گی، زنا کی کثرت ہوگی، شراب خوب پی جائے گی، مردوں کی کمی ہوجائے گی، عورتیں زیادہ ہوجائیں گی۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ علم کو اچانک نہیں اُٹھائے گا؛ بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو رفتہ رفتہ ختم کردے گا، حتی کہ جب عالم باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو امیر بنائیں گے، ان سے مسائل دریافت کریں گے، وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب زلزلے بہت آئیں گے اور علم اُٹھ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا، قرآن کی صرف رسم باقی رہ جائے گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے رہنے والوں میں سب سے زیادہ بُرے ہوں گے، ان علماء سے فتنے پیدا ہوں گے۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: قرآن تمہارے درمیان سے کھینچ لیا جائے گا، اُسے راتوں رات اُٹھالیا جائے گا، پھر لوگوں کے سینوں سے جاتا رہے گا، لہٰذا اس میں سے کچھ بھی زمین پر باقی نہیں بچے گا۔ (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہنے والا ایک بھی باقی نہ رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایسے حکمران مقرر ہوں گے جو مجوسیوں سے بھی بدتر ہوں گے۔ (طبرانی)

شراب کا نام بدل کر پیا جائے گا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب کا نام بدل کر پیا جائے گا، (دارمی) اسی طرح رشوت کو ہدیہ سمجھ کر حلال کرلیا جائے گا، حلال وحرام کا تصور مٹ جائے گا۔ (دارمی)

صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ: مسلمان شراب پیئیں گے؟ حالانکہ اللہ نے اسے سختی

سے حرام فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام بدل کر حلال کرلیں گے۔ (دارمی)

مسلمان شرک کریں گے، جھوٹے نبی پیدا ہوں گے:۔ مشکوٰۃ کی روایت میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکین میں داخل نہ ہوجائیں گے اور جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے بتوں کو نہ پوجیں، اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے؛ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

مغربی تہذیب کی اتباع کی جائے گی:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت سابقہ امتوں کے طور طریقوں کو بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ نہ اپنالے، سوال کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا پہلوں سے آپ کی مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟ ارشاد فرمایا: تو اور کون ہیں؟ (بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر وہ زمانہ آئے گا جو بنی اسرائیل پر گذرا تھا، جس طرح (ایک پیر کا) جوتا (دوسرے پیر کے) جوتے کے برابر ہوتا ہے، اسی طرح ہوبہو حتی کہ اگر ان بنی اسرائیل میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے برائی کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

امت مسلمہ میں فرقے بن جائیں گے:۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا کہ: بلاشبہ بنی اسرائیل کے ۷۲رفرقے ہوگئے تھے، میری امت کے ۷۳رفرقے ہوں گے، ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے، صحابہؓ نے عرض کیا: وہ جنتی کونسا فرقہ ہوگا؟ ارشاد فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ان حدیثوں میں جو کچھ بیان کیا گیا وہ تقریباً ثابت ہوچکا ہے اور مسلمان فرقوں میں تقسیم ہوگئے ہیں اور مسلم معاشرہ زیادہ تر سنت کے مقابلہ مغربی کلچر پر زندگی گذار رہا ہے، اسی میں عزت سمجھتا ہے اور اسلامی کلچر کو پسند نہیں کرتا ہے، مرد مردوں کی اور عورت عورتوں کی فیشن اور ماڈرن تہذیب کے نام پر تقلید کر رہے ہیں، بے پردگی نیم عریانیت

مردوں کی برابری کا تصور عام ہو گیا ہے۔

سلام صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا:۔ امام احمدؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا، تجارت عام ہو جائے گی اور تجارت میں بیوی بھی اپنے شوہر کے ساتھ شریک ہوگی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یقیناً یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ ایک شخص دوسرے کو صرف پہچان کی بنیاد پر سلام کرے گا۔(رواہ احمد)

انسان کی عزت اس لئے بھی کی جائے گی کہ وہ شرارت نہ پھیلائے، لوگوں کو احساس ہو جائے گا کہ اگر سلام نہ کریں تو وہ شر پھیلائے گا، چنانچہ اکثر لوگ سامنے سلام کر کے عزت کرتے ہیں اور پیچھے اس کو گالیاں دیتے ہیں، یہ پیشین گوئی بھی صادق آتی ہے۔

موجودہ زمانہ میں ایک جماعت کے لوگ دوسری جماعت کے لوگوں کو ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقے کے لوگوں کو سلام کرنا نہیں چاہتے، صرف اپنی اپنی جماعت کے لوگوں ہی کو سلام کرتے ہیں۔

کاروبار کی جگہ عورتیں ہی عورتیں آ گئی ہیں:۔ یہ بات بھی آج پوری طرح ظاہر ہو چکی ہے کہ بڑے بڑے شاپنگ مالوں میں دفتروں، کمپنیوں اور دُکانوں میں عورتیں سیل گرل بن گئی ہیں، گاہک کو متوجہ کرنے کے لئے دواخانوں سے لیکر ہوائی جہاز تک میں عورتیں ہی رکھی جا رہی ہیں۔

مسجدوں کا ادب و احترام باقی نہ رہے گا:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مسجد کو راستہ بنا لیا جائے گا،(بزار) یعنی مسجد سے گذریں گے اور اس کے بیت الخلاء کو استعمال کرتے ہیں، وہاں سے پانی لے جاتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے۔

حدیثوں کی ضرورت نہ سمجھی جائے گی:۔ ایک روایت میں ہے کہ آخری زمانہ میں

دجال و کذاب ہوں گے، وہ تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء واجداد نے، تم خبردار خبرداران سے بچے رہنا، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جھوٹ بڑھ جائے گا اور بازار قریب قریب ہوجائیں گے۔ (مسند احمد)

☆ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کہے گا: بس ہمیں قرآن کافی ہے (حدیث کی ضرورت نہیں)۔ (مشکوٰۃ)

چنانچہ ایک فرقہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جو صرف قرآن کو ہدایت کیلئے کافی سمجھتا ہے۔

موت اچانک آئے گی:۔ ایک روایت میں ہے کہ اچانک آنے والی موت پھیل جائے گی۔ (طبرانی) موجودہ زمانہ میں یہ روایت پوری طرح ظاہر ہورہی ہے، لوگ ہارٹ اٹیک اور ایکسیڈنٹ سے مر رہے ہیں۔

عرب کی زمین سبزہ زار ہوجائی گی:۔ ایک روایت میں ہے کہ عرب کی زمین پلٹ کر باغوں اور ندیوں میں تبدیل ہوجائے گی۔ (مسلم)

یہ بھی ظاہر ہورہا ہے کہ آج کل عرب علاقوں میں طوفان، طغیانی اور برفباری بھی شروع ہوگئی ہے۔

لوگ کھیتیاں کررہے ہیں اور باغات بنارہے ہیں، مویشیوں کو پال رہے ہیں۔

☆ قیامت کے قریب فاصلے کم ہوجائیں گے اور بازار قریب قریب ہوجائیں گے۔ (مسند احمد)

اس وقت انسان دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں گھنٹوں میں سفر پورا کررہا ہے، ہر بستی اور محلے میں بازار آباد ہوگئے ہیں، لوگ تجارت کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر کم وقت میں سفر کررہے ہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک فحش کلامی، بدچلنی اور قطع رحمی اور پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک عام نہ ہوجائے۔ (مسند احمد)

☆ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کالا خضاب لگائیں گے، انہیں جنت کی خوشبو تک نہ ملے گی۔ (امام احمد)

یہ پیشین گوئی ظاہر ہو چکی ہے، اکثر لوگ بال سفید ہوتے ہی خضاب کے طور پر کالا رنگ لگا رہے ہیں اور اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو ہمیشہ کالے رکھتے ہیں۔

سورج مغرب سے طلوع ہوگا:۔ سورج مغرب سے طلوع ہونے کے بعد توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے، اس کے بعد ایمان قبول کرنے والوں کو ایمان کا نفع نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم) مشہور تحقیقاتی ادارہ ناسا کی موجودہ سائنسی تحقیق یہ ہے کہ سورج سات مداروں میں سے اب تک چار مدار بدل چکا ہے اور آہستہ آہستہ مدار بدل رہا ہے۔

اسی طرح حدیثوں میں بہت ساری نشانیاں عالم برزخ کے تعلق سے بتلائی گئی ہیں؛ تاکہ ایمان والوں میں عقیدۂ آخرت کا یقین پیدا ہو اور وہ سوالات بتلا دئے گئے ہیں جو قبر میں اور میدانِ حشر میں کئے جائیں گے؛ تاکہ انسان ان کی تیاری کر لے۔

سوال:۔ قیامت کے دن سورج چاند ستارے بے نور ہو جائیں گے، اس پر کیسے یقین کیا جائے؟

جواب:۔ قرآن نے یہ بھی نشانی بتلائی کہ قیامت کے دن سورج، چاند اور ستارے بے نور کر دئے جائیں گے اور پہلا آسمان ٹکڑے ہو کر گرے گا، اس کا مشاہدہ ہم سورج گہن اور چاند گہن کے وقت اکثر کرتے رہتے ہیں کہ سورج چاند عین روشنی کے وقت بے نور ہو جاتے ہیں، ان کی روشنی ہی ختم ہو جاتی ہے۔

سوال:۔ پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح اُڑا دیا جائے گا، اس کا یقین کیسے کیا جائے؟

جواب:۔ پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح بکنی بکنی رنگ برنگ کی روئی کی طرح ہواؤں میں اُڑا دیا جائے گا، اس کا مشاہدہ ہم ہر روز کرتے ہیں ہزاروں ٹن وزنی جہاز انسانوں کو لے کر اُڑتے رہتے ہیں، ہوا انہیں سنبھالے ہوئے رکھتی ہے، سورج چاند اور

آسمان بغیر سہارے کے خلاء میں تیر رہے ہیں، ہوائیں پانی جیسے مائع کو بخارات بنا کر ابر کی شکل میں اڑتی پھرتی ہیں، برف کے اولے بارش کے پانی سے زمین پر گرتے ہیں، جب ہوا چلتی ہے تو بڑے بڑے درخت اپنی جڑوں سے اکھڑ کر گر جاتے ہیں، مکانات کے چھت اڑ جاتے ہیں، اللہ کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے، وہ ہر روز ریگستانوں میں ریت کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہواؤں کے ذریعہ اُڑاتا اور ریت کے بڑے بڑے ٹیلے بناتا ہی رہتا ہے، ہر روز شہابِ ثاقب کو ہوا زمین کے باہر گرا دیتی ہے۔

سوال:۔ قیامت کے وقت پوری دنیا کو برباد کردیا جائے گا، اِسے کیسے یقین کیا جائے؟

جواب:۔ دنیا میں آئے دن مختلف ممالک میں زلزلے اور طوفان آتے ہی رہتے ہیں، کہیں زمین کھسک جاتی ہے، بستیاں زمین میں دھنس جاتی ہیں، سونامی آتی ہے، تو شہر اور گاؤں تباہ و برباد ہوجاتے ہیں، انسان، جانور اور مکانات سب تباہ و برباد ہوجاتے ہیں، آندھی اور طوفان سے ہر طرف تباہی ور بربادی ہوجاتی ہے، قیامت کے وقت سخت آندھی وطوفان اور زلزلے آئیں گے اور ہر طرف کھنڈرات ہوجائیں گے، زمین کو بالکل سپاٹ کردیا جائے گا، اس پر کے پہاڑ اونچ نیچ وادیاں سب ختم ہوجائیں گے، وہ مسطح ہوجائیں گی، اسی پر میدان حشر قائم ہوگا، دنیا میں انسان بم برسا کر شہروں کو ویران کردیتا ہے، اللہ کو دنیا ختم کرنا کوئی مشکل نہیں۔

سوال:۔ قیامت کے دن سمندروں میں آگ بھڑکے گی، اس کا یقین کیسے کیا جائے؟

جواب:۔ جس طرح تنور کے اندر سے آگ بھڑکتی ہے اسی طرح سمندروں میں آگ بھڑکے گی، پانی کو اللہ نے آکسیجن اور ہائیڈروجن گیسوں کو باہم ملا کر بنایا ہے، ایک کی خاصیت جلنے کی ہے؛ دوسری آگ کو بھڑکانے کی ہے، ان دونوں کی ترکیب سے پانی جیسا مادہ پیدا کیا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، وہ اگر چاہے تو پانی کی اس

ترکیب کو بدل سکتا ہے، یہ دونوں گیس ایک دوسرے سے جدا ہو کر بھڑک سکتی ہیں، قیامت کے دن سمندروں میں آگ بھڑکے گی، ہوسکتا ہے کہ سمندروں کے تہہ زلزلوں کی وجہ سے پھٹ جائے گی اور ان کا پانی زمین کے اندرونی حصہ میں اتر سکتا ہے، جہاں ہر وقت بے انتہاء گرم لاوا کھولتا رہتا ہے، اور پانی' لاوے کی وجہ سے جل کر بھاپ بن سکتا ہے، اور دونوں گیس بھی بھڑک سکتی ہیں، اور لاوے کے ساتھ سمندروں میں آگ لگ سکتی ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے۔

سوال:۔ زمین اور جسمانی اعضاء میدانِ حشر میں بات کریں گے، اس کا یقین کیسے کیا جائے؟

جواب:۔ قرآن کہتا ہے کہ میدانِ حشر میں انسان کے اعضاء کو اللہ تعالیٰ قوتِ گویائی عطا فرمائے گا اور زمین اللہ کے حکم پر اپنی خبریں بیان کرے گی، جہاں جہاں انسان گناہ کیا ہے وہ وقت اور جگہ تاریخ بتلائے گی اور جن جن اعضاء نے گناہ کیا ہے وہ اعضاء گواہی دیں گے، زمین پر اس کا عکس اتر جاتا ہے۔

انسان جب اللہ ہی کے دئے ہوئے علم سے بے جان چیزوں سے کام لے سکتا ہے تو اللہ کے لئے کوئی بات ناممکن کیسے ہوگی؟ انسان ریموٹ کنٹرول سے مشینیں چلا رہا ہے، کار کا دروازہ بند کرتا اور کھولتا ہے، ریموٹ کنٹرول سے ہوا میں اُڑنے والے ہوائی جہاز کو احکام دیتا ہے اور راکٹ کے ذریعہ خلاء کی تصاویر زمین پر منگا تا ہے، ٹیپ ریکارڈ، مائیک یا ٹیلیفون یا ٹی وی اور ریڈیو اور انٹرنیٹ سے پورے بات کرنے کے کام لے سکتا ہے، آج کل تو ترقی کے ذریعہ روبوٹ سے انسانوں کے سارے کام لے رہا ہے تو اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے، وہ انسانی اعضاء سے کیوں بات نہیں کروا سکتا ہے؟ بے شک وہ بات کروائے گا۔

سوال:۔ دنیا کی آگ اور دوزخ کی آگ میں بہت بڑا فرق ہے، اس کو کیسے یقین کیا جائے؟

جواب:۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ر درجے تیز ہے، اس کا یقین کرنے

کے لئے ہمیں دنیا کی مختلف چیزوں کی آگ پر غور کرنا ہوگا، اللہ نے کپڑے، کاغذ، پتے، لکڑی، پٹرول، ڈیزل، کوئلا، چمڑا، زمین سے نکلنے والے لاوے کی آگ، سورج سے نکلنے والی گرمی کی آگ، گھروں میں جلنے والی بجلی کی آگ کے اثرات، تیزی اور پاور الگ الگ رکھا ہے، تو اسی طرح دوزخ کی آگ کا اثر بھی الگ رکھا ہے۔

۵۔دنیا میں جنت ودوزخ کی مثالیں سمجھانے سے آخرت پر یقین بڑھتا ہے

سوال:۔ کیا دنیا میں اللہ نے آخرت کا یقین انسانوں میں پیدا کرنے کے لئے جنت ودوزخ کے ہلکے سے نمونے بھی رکھے ہیں، اس کو کیسے سمجھا جائے؟

جواب:۔ ہاں! اللہ نے انسانوں کو جنت وجہنم کی نعمتوں اور سزاؤں کا احساس دلانے کے لئے ان کی کچھ معمولی شکلیں دنیا میں رکھی ہیں، جس طرح راشن کی دُکانوں پر کچھ اناج چھوٹے چھوٹے ڈبوں میں رکھا جاتا ہے، اصل مال گودام میں ہوتا ہے۔

☆ دنیا میں اندھیرا اُجالا، جنت وجہنم کے معمولی نمونے ہیں۔

☆ دنیا میں آگ، گرم کھولتا ہوا پانی، کھولتا ہوا تیل، دھواں، بھوک وپیاس، جسم کا جلنا، پھوڑا پھنسی اور زخموں کی تکلیف سب دوزخ کے نمونے ہیں۔

☆ دنیا میں خوشبو، بدبو، خوبصورتی وبدصورتی، سکون وآرام، تکالیف وگھبراہٹ، رنج وغم اور خوشی، امید وناامیدی، حسرت وافسوس جنت ودوزح کے نمونے ہیں۔

☆ دنیا میں سانپ، بچھو، زہریلے کیڑے، تیز رفتار سواریاں، خوبصورت پرندے، مختلف رنگوں کے جانور یہ سب جنت ودوزخ کے نمونے ہیں۔

☆ دنیا میں مختلف قسم کے پھول، پھل، کانٹے دار درخت، پودے، اچھے بُرے مشروبات، طرح طرح کی مزیدار غذائیں، کڑوے وبدمزا اور کانٹے دار پھل، سونٹ کی خوشبو اور شراب، دودھ، شہد، ٹھنڈا پانی، پاکیزہ پانی، یہ سب جنت ودوزخ کے نمونے ہیں۔

☆ دنیا میں صبح کا موسم، اندھیرا اُجالا، باغات، چمن، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات، آرام دہ فرنیچر، قالین، بستر، گاؤ تکیے، رنگ بہ رنگ کے لباس، محلات، عطر، مشک، شرم و حیاء، عمدہ اخلاق، خاطر تواضع، ترقیاں، سلیقہ مندی، عزت، ذلت، ناکامیاں، سخت سردی، سخت گرمی، خون، پیپ، سڑان، یہ سب جنت و دوزخ کے نمونے ہیں، انسان ان سے جنت و دوزخ کے مزے اور تکالیف کو کسی قدر سمجھ سکتا ہے۔

سوال:۔ انسان جنت میں بول و براز نہیں کرے گا، اس کو کیسے سمجھا جائے؟

جواب:۔ ہاں! جنت پاکیزہ جگہ ہے، وہاں انسان بول و براز نہیں کرے گا، ہمیشہ پاک وصاف رہے گا، جنت میں انسان غذائیں پھل پھلاری کھانے کے بعد بول و براز نہیں آئے گا، پسینہ نکلتے ہی غذائیں ہضم ہو جائیں گی، اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ انڈے میں سے بچہ بھی پیدا کرتا ہے اور انڈے کو غذاء بھی بناتا ہے، جب وہ انسان کو ماں کے پیٹ میں رکھتا ہے تو منہ کے بجائے تمام جاندروں کو ناف سے غذاء حاصل کرنے اور سانس کا نظام رکھتا ہے، بچہ نو مہینے بول و براز سے دور رہتا ہے، جب مکمل بن جاتا ہے، بعض اوقات آخری ایام میں بول و براز کر لیتا ہے، دنیا میں اُنے کے بعد ناک سے پھیپھڑوں کے ذریعہ سانس لیتا ہے اور منہ سے غذاء معدے میں پہنچاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ جنت میں اس دنیا کے نظام کو بدل کر پسینے کے ذریعہ غذاء ہضم کرنے کا اشارہ دے سکتا ہے، جبکہ وہ بہت سے جانداروں کو دنیا میں ان کے جسم کی چربی گلا کر بھی زندہ رکھتا ہے، اور انڈے میں ہوا کے بغیر مرغی کے بچے کو اکیس دنوں تک زندہ رکھتا ہے۔

سوال:۔ جنت میں انسان کو تیز رفتار سواریاں ملیں گی، اس کو کیسے سمجھا جائے؟

جواب:۔ جنت میں اللہ تعالیٰ جنتیوں کے لئے انتہائی تیز رفتار سواریاں دے گا، انسان دنیا میں اللہ کی توفیق سے ایسی سواریاں بنا رہا ہے جو ملوں کا فاصلہ کچھ ہی دیر میں طے کر لیتی ہیں، راکٹ کے ذریعہ ستاروں پر جا رہا ہے، اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے، وہ کیسی شاندار تیز سواریاں جنتیوں کے لئے جنت میں بنائے گا ہم دنیا کی عقل سے دنیا میں رہ کر

اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

انسان جو بجلی تیار کرتا ہے وہ سیکنڈوں میں ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر لیتی ہے، انسان کی بات فون پر ایک لمحہ میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلی جاتی ہے، اس لئے جنت کی سواریوں کا ہم دنیا میں اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔

سوال:۔ کیا آخرت میں موت نہیں آئے گی؟ کیا جنتی اور دوزخی ہمیشہ زندہ رہیں گے؟

جواب:۔ ہاں! آخرت میں اللہ تعالیٰ موت کو ایک مخلوق کی شکل دے کر ذبح کر دے گا، وہاں جنتی اور دوزخی کو موت نہیں آئے گی، وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت اور دوزخ میں رہیں گے، دوزخی مرنا بھی چاہیں گے تو نہیں مریں گے۔

دوزخی جب دوزخ کی آگ میں جلیں گے تو ان کو جلنے کے باوجود موت نہیں آئے گی، وہ کوئیلا بن کر پھر بھی زندہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کچھ ایسی دھاتیں پیدا کی ہیں کہ آگ پر جلنے کے باوجود پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں، مثلاً لوہا، سونا اور چاندی پر غور کرو، ہر ایک گرم ہونے جلنے کے بعد پانی بھی بن جاتے ہیں، مائع بن جانے کے باوجود شکل نہیں بدلتے، پھر ٹھنڈا ہو کر اپنی اصلی حالت میں آجاتے ہیں، سلور، تانبا اور پیتل کے برتن جن میں انسان ہر روز غذائیں تیار کرتا ہے، آگ پر جلتے ہیں، شدید گرم ہو جاتے ہیں، پھر ٹھنڈے ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں، وہ ایک حد تک گرم ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں، وہ ایک حد تک گرم ہو کر پھر جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں، سور کے جسم میں آنت میں جو انڈے ہوتے ہیں ان میں کا کیڑا سخت آگ پر پکانے کے باوجود نہیں مرتا، دوزخی کو آگ میں جلنے کے باوجود زندہ رکھنا اللہ کی قدرت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

سوال:۔ جنتی جنت میں ہمیشہ جوان رہیں گے، اس کو کیسے سمجھا جائے؟

جواب:۔ بیشک جنتی جنت میں ہمیشہ جوان رہیں گے، ان کو بچپن، بوڑھاپا، کمزوری اور بیماری نہیں آئے گی، نہ کوئی غم و مصیبت آئے گی، نہ رنج ہوگا، اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت سی

مخلوقات ایسی بنائی ہیں جو لاکھوں سالوں سے تازی نئی کی نئی نظر آتی ہیں، مثلاً آسمان، لاکھوں سالوں سے انسانوں کے سروں پر قائم ہے، ہمیشہ نیا نظر آتا ہے، کبھی بوڑھا اور پرانا نہیں دکھائی دیتا، یہی حال زمین، پہاڑوں، سورج، چاند، ستاروں، ہواؤں کا ہے، لاکھوں برسوں سے جیسے بنے ہیں ویسے ہی ہیں، ان میں کبھی کوئی تغیر، بوسیدگی اور پرانا پن نظر نہیں آتا، گھروں میں جلنے والے بلب ایک وقت کے بعد خراب ہوجاتے ہیں، دنیا کی ہر چیز ایک وقت کے بعد پرانی پڑ جاتی ہے، مگر سورج، چاند، ستارے لاکھوں برسوں سے برابر ایک ہی طرح روشن ہوتے ہیں، طلوع اور غروب ہوتے ہیں، اللہ انسان کو جنت میں جوان کا جوان کیوں نہیں رکھ سکتا؟ وہ تو ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے۔

سوال:۔ کیا جنت صرف دنیا ہی سے خریدی جاسکتی ہے؟

جواب:۔ ہاں! دنیا ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں سے انسان یا تو جنت حاصل کرسکتا ہے یا پھر جنت سے محروم ہوسکتا ہے، دنیا ہی میں جنت و دوزخ کا سامان ملتا ہے، دنیا ہی میں جنت و دوزخ کے بازار ہیں، انسان دنیا میں رہ کر آخرت بنا سکتا ہے یا آخرت کو برباد کرسکتا ہے، دنیا کے علاوہ کسی دوسری جگہ انسانوں اور جنوں کو آخرت بنانے یا ایمان لانے کا موقع ہی نہیں، دنیا سے ہٹ کر انسان اور جن کہیں پر بھی نیکیاں کرنا چاہیں اور گناہ سے بچنا چاہیں تو وہ موقع ہی نہیں، صرف دنیا ہی ایک ایسی جگہ ہے وہ یا تو جنتی اعمال کرسکتا ہے یا دوزخی اعمال کرسکتا ہے، گویا دنیا اس کے لئے آخرت کو اچھا یا بُرا بنانے کی جگہ ہے، کامیابی اور ناکامی حاصل کرنے کی جگہ ہے، آخرت کا اچھا یا بُرا سامان دنیا ہی میں ملتا ہے، وہ دنیا سے جنت کا سودا خرید سکتا ہے یا جہنم کا سودا، دنیا ہی سے جنت بنا سکتا ہے یا جہنم، دنیا کے بعد اس کو وہ موقع نہیں ملے گا، عقلمند انسان دنیا میں ایمان قبول کر کے جنت خریدتا ہے اور بیوقوف انسان ایمان کا انکار کر کے دوزخ خریدتا ہے۔

سوال:۔ جنت کے بازار میں کونسا سامان ملتا ہے؟

جواب:۔ دنیا میں جنت کے بازار میں ایمان ملتا ہے، قرآنی زندگی کے اصول اور

طریقے ملتے ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ کی عبدیت و بندگی کی تعلیم ملتی ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کرنے کے طریقے ملتے ہیں، زندگی گذارنے کے تمام آداب اور انسانوں کے حقوق کی تعلیم ملتی ہے، توحید، رسالت اور آخرت کی مکمل تعلیم ملتی ہے۔

سوال:۔ دوزخ کے بازار میں کونسا سامان ملتا ہے؟

جواب:۔ دنیا میں دوزخ کے بازار میں شیطان کی دوستی اور شیطانی اعمال ملتے ہیں، شرک، کفر، منافقت، فسق و فجور، ظلم و ستم، ناانصافی، قتل وفساد، چوری، زنا، شراب، بے ایمانی، بے حیائی، آخرت سے غفلت اور انکار، پیغمبر کی نافرمانی، اللہ کی عبدیت و بندگی سے دوری، ناچ گانا بجانا، جھوٹ، دھوکہ بازی، عریانیت اور بے پردگی وغیرہ وغیرہ۔

سوال:۔ دنیا سے دوزخ کیسے خریدی جاتی ہے؟

جواب:۔ ☆ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو لوگ مال رکھ کر اللہ کی مرضی پر خرچ کرتے ہیں۔

☆ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اللہ کے حکم کی مطابق فیصلے کرتے ہیں۔

☆ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر اللہ کے احکام زمین پر جاری کرتے ہیں۔

☆ دنیا میں بہت زیادہ عورتیں ایسی ہیں جو پردہ کا اختیار رکھ کر بھی بے پردہ پھرتی ہیں اور اللہ کے حکم کی کھل کر نافرمانی کرتی ہیں۔

☆ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو حلال وحرام کی تمیز کر کے رزق حاصل کرتے اور اللہ کی عبدیت و بندگی کی فکر رکھتے ہیں۔

☆ دنیا میں بہت زیادہ لوگ ایسے ہیں جو ناچ گانا، شراب، زنا، جوا، قتل، چوری، جھوٹ، مالِ حرام، جوڑے کی رقم؛ جیسے اخلاق و اعمالِ رذیلہ پھیلا کر دنیا کو خاردار جنگل بنا کر اس کھیتی کو سانپوں اور بچھوؤں سے آباد کر دیتے ہیں۔

☆ دنیا میں بہت زیادہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی زمین کو شرک، کفر، بدعات وخرافات اور فسق وفجور سے آباد کردیتے ہیں،...... یہ تمام اعمال جہنم کا سودہ ہیں۔

سوال:۔ دنیا میں جنتی اور دوزخی انسانوں کی پہچان کیا ہے؟

جواب:۔ جو لوگ کلمہ کا حق ادا کرتے ہوئے جنت کے راستہ پر چلتے رہیں گے، قرآن اور سنت کے مطابق اللہ کی عبدیت اور بندگی کرتے رہیں گے وہ جنتی ہیں، اور جو اللہ کا انکار کرکے ایمان سے دور رہیں گے، شیطان کے ساتھی بن کر شرک اور کفر کریں گے، یا اللہ کو مانتے ہوئے شرکیہ عقائد اور اعمال کے ساتھ زندگی گذار کر اخلاقِ رذیلہ اختیار کریں گے وہ دوزخی ہوں گے۔

سوال:۔ قبر میں فرشتے کیا سوالات کریں گے؟

جواب:۔ ☆ سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ تیرا رب کون ہے؟

اگر انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ ہی سے پلنے اور بننے کا یقین رکھتا تھا اور اپنی تمام ضروریات کے لئے اللہ سے رجوع ہوتا تھا تو فوراً کہے گا میرا رب اللہ ہے۔

☆ دوسرا سوال یہ ہوگا کہ تیرا دین کیا ہے؟

اگر انسان دنیا میں رات دن دین اسلام کی تڑپ اور فکر رکھتا تھا اور سوائے اسلام کے کسی دوسرے دین کو سچا نہیں مانتا تھا تو فوراً کہے گا میرا دین اسلام ہے۔

☆ پھر فرشتے پیغمبر کے بارے میں سوال کریں گے کہ تمہارے نبی کون ہیں؟

اگر انسان دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ساتھ اطاعت کرتا تھا اور سنتوں پر چلنے کا ہر لمحہ خیال کرتا تھا تو فوراً کہے گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ میرے نبی اور رسول ہیں۔

☆ پھر فرشتے یہ سوال کریں گے کہ ان تمام باتوں کا علم تمہیں کیسے ہوا؟

وہ کہے گا کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر اللہ نے وحی کے ذریعہ قرآن مجید نازل کیا اس سے ہمیں یہ سب علم ملا۔

٦۔ ہر چیز میں اثر و نتیجہ سمجھانے سے آخرت کا یقین بڑھتا ہے

سوال:۔ کیا دنیا کی تمام چیزوں کی طرح انسانوں اور جنوں کے اعمال میں بھی اثرات اور رزلٹ ہیں؟ اور کیا سب اعمال کے نتیجے ظاہر ہوں گے؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو چیزیں پیدا کی ہیں ان کے اثرات بھی رکھے ہیں اور ان کے کاموں کا نتیجہ اور رزلٹ بھی نکلتا ہے، غذاؤں میں اثرات رکھا ہے، دواؤں میں اثر رکھا ہے، گوشت اور ترکاریوں میں اثر رکھا ہے، پھل اور پھولوں میں اثر رکھا ہے، ہواؤں میں اثر رکھا ہے، روشنی میں اثرات ہیں، سردی، گرمی اور برسات کے اثرات ہیں، دن اور رات کے اثرات ہیں، نیند اور تھکان، دولت، ناچ گانا اور شراب کے اثرات ہیں، اسی طرح اللہ نے انسانوں کی گفتگو اور اچھے و برے اعمال و اخلاق میں بھی اثرات اور نتائج رکھے ہیں، انسانوں کے اعمال کے نتائج نیکی اور بدی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور نیکی و بدی کا نتیجہ و رزلٹ انعام یا سزا کی شکل میں ملتا ہے۔

☆ مگر اللہ نے بہت ساری چیزوں کے اثرات کو فوراً ظاہر ہونے کا نظام رکھا اور بہت ساری چیزوں کے اثرات کو دیر سے ظاہر کرتا ہے، اور بہت سارے کاموں کے اثرات و نتائج دنیا میں ظاہر ہی نہیں کرتا، ان کاموں کے اثرات اور رزلٹ آخرت میں انسان کے مرنے کے بعد میدان حشر میں دِکھا کر جنت یا جہنم کی شکل میں ظاہر کرے گا۔

☆ مثلاً زہر کا، آگ کا، سردی و گرمی کا، غصہ کا، پاگل پن کا، نوکری اور تجارت کا، نیند اور تھکان وغیرہ کا، ان تمام کاموں کے اثرات اور نتائج فوراً ظاہر ہو جاتے ہیں۔

☆ اسی طرح بہت ساری چیزوں کے اثرات و نتائج یعنی رزلٹ دیر سے ظاہر کرتا ہے، زراعت، پودے اور درخت لگانے کے اثرات اور نتیجہ دیر سے ظاہر کرتا ہے، جانوروں کے پیٹ میں اور انڈوں میں بچے بننے کے، دواؤں میں علاج کے اثرات، جانوروں سے بچے پیدا ہو کر جوان ہونے کے بعد انڈے اور دودھ دیر سے نکالتا ہے،

زمین میں بیج ڈالنے کے بعد پودے نکلنے اور بڑے ہونے یا درخت بننے کے بعد پھول، پھل اور بیج دیر سے نکلتے ہیں، لکھنا پڑھنا یا ہنر سیکھ کر ڈاکٹر، انجینئر، بننے میں وقت لگتا ہے، غذاؤں سے انرجی اور طاقت ملنے میں اثرات اور نتائج و رزلٹ دیر سے ظاہر ہوتا ہے۔

☆ اسی طرح شراب کا، ناچ گانے، گالی گلوج، جوّے، قتل و فساد، چوری، ناانصافی، بے ایمانی، بے حیائی، بے پردگی اور عریانیت کے اثرات فوراً ظاہر ہو جاتے ہیں، مگر ان کا رزلٹ اور نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا، اس پر کیا سزا ملنے والی ہے وہ ظاہر نہیں کرتا۔

غرض انسان بہت سارے کاموں کے اثرات فوراً دیکھتا ہے، بعض کاموں کے نتائج و اثرات دیر سے دیکھتا ہے یا پھر زندگی میں دیکھ ہی نہیں سکتا، جیسے کوئی اولاد کی اولاد کو دیر سے دیکھتا ہے یا نہیں دیکھ سکتا ہے، کبھی اولاد کی کمائی کھا نہیں سکتا یا ان کی خوشیوں، شادی بیاہ کو دیکھ نہیں سکتا، درخت لگا کر زندگی میں ان کا پھل نہیں کھا سکتا ہے، اکثر جائیداد اور دولت کا اپنی زندگی میں فائدہ نہیں اٹھا پاتا۔

☆ اسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنوں کے اچھے بُرے اعمال کے نتائج اور اثرات اور ان کا رزلٹ کچھ کچھ تو دنیا میں ظاہر کر دیتا ہے، مگر ان کے مکمل نتائج مرنے کے بعد قیامت کے دن ظاہر کرنے کا نظام رکھا ہے، جن کا بدلہ اور انعام انسان اور جن یا تو جنت میں پائیں گے یا جہنم میں پائیں گے۔

☆ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی فرمایا، جو یہاں بوئیں گے وہی چیز آخرت میں کاٹیں گے، دنیا میں نیکی اور بدی کا درخت لگاتے ہیں اور آخرت میں اسی نیکی اور بدی کا پھل اور بدلہ پاتے ہیں، اس لئے آخرت دراصل انسانوں اور جنوں کے اعمال کے اثرات اور رزلٹ ظاہر کرنے کی جگہ ہے۔

☆ یہ نظام و طریقہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ نے دنیا کو امتحان و آزمائش کی جگہ بنایا ہے، اس لئے ان کا رزلٹ اس دنیا کی امتحان گاہ میں ظاہر نہیں کرتا، ان کے نتائج دوسرے کاموں کی طرح فوراً ظاہر ہونے کا نظام نہیں رکھا۔

سوال:۔ روحانی اعمال کا نتیجہ ورزلٹ دنیا میں فوراً ظاہر کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ اگر دنیا میں روحانی اعمال کے نتیجے ظاہر کر دیتا تو کوئی بھی گناہ اور برائی ونافرمانی نہیں کرتا، ہر کوئی سزا اور عذاب سے بچنے، نقصان سے بچنے کے لئے اچھے اعمال اور فرمانبرداری ہی کرتا رہتا، اس سے انسانوں کا امتحان بھی نہیں لیا جا سکتا تھا، چونکہ اللہ نے انسان کو اچھے برے اعمال کرنے کی پوری آزادی دی ہے، اس لئے امتحان گاہ میں نتیجہ ظاہر نہیں کر رہا ہے۔

انسان خود دنیا کے اسکول وکالج کے امتحانات میں نتائج کو فوراً ظاہر نہیں کرتا، جب تک کہ تمام طلبہ کا ہر جگہ امتحان مکمل نہ ہو جائے، وہ خود رزلٹ کا ایک دن مقرر کر کے رزلٹ ڈکلیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو امتحان گاہ بنایا ہے تو شروع سے آخر تک تمام انسانوں کا امتحان مکمل ہونے کے بعد نتیجہ ظاہر کرنے کے لئے اس کا ایک دن مقرر کیا ہے۔

سوال:۔ وہ کون کونسے اعمال ہیں جن کا دنیا میں نتیجہ ورزلٹ ظاہر نہیں ہوتا؟

جواب:۔ دنیا کی اس زندگی میں کچھ لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور کچھ لوگ نافرمانی کرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کے اچھے اور برے اعمال کے نتیجے دنیا میں ظاہر نہیں کرتا، چنانچہ دنیا میں بہت سے لوگ اللہ ورسول ﷺ پر ایمان لا کر توحید اختیار کرتے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کرتے ہیں، وضو، غسل وطہارت اور پردہ سے رہتے ہیں، حرام چیزوں سے بچ کر اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں، اور بہت سارے لوگ اللہ کا انکار کر کے کافر بن کر یا اللہ کے ساتھ شرک کر کے مشرک بن کر زندگی گذارتے ہیں، بہت سے لوگ ایمان کا دعویٰ کر کے فاسق وفاجر بن کر زندگی گذارتے ہیں اور حالتِ ایمان میں رشوت کھاتے، سود کھاتے، جوڑے کی رقمیں لیتے، دھوکہ دیتے، شراب پیتے، جوا کھیلتے، بے پردہ پھرتے، نیم برہنہ رہتے، زنا کرتے، نماز ادا نہیں کرتے، بے طہارت وناپاک رہتے، روزے نہیں رکھتے، زکوٰۃ اور حج ادا نہیں کرتے، اکثر غیر مسلم فسادات کرتے، قتل وخون اور غارت گری کرتے، ایمان والے بندوں پر ظلم کرتے، ناچ گانے

بجانے کو عام کرتے ، یہ تمام اعمال رذیلہ کو اختیار کر کے زندگی گذارتے ہیں، اللہ تعالیٰ انسانوں کے ان نیک اور بد اعمال کا نتیجہ اور رزلٹ دنیا میں ظاہر نہیں کرتا۔

☆ جس طرح انسان، شراب، گانجا اور سگریٹ پیتے ہی یکدم اس کا جسم خراب نہیں ہو جاتا، اسی طرح اخلاق رذیلہ اور نافرمانی کرتے ہی مر نہیں جاتا، عذاب کا شکار نہیں ہو جاتا، قرآن وحدیث کے خلاف چلنے سے فوراًاس کے نتائج ظاہر نہیں ہوتے۔

☆ ذرا غور کرو! جب اللہ نے دنیا میں محبت کے اثرات رکھے ہیں، دوستی اور دشمنی کے اثرات رکھے ہیں، عمدہ بولی، فحش گالی گلوج کے اثرات اور نتائج رکھے ہیں تو انسانوں اور جنوں کے قرآن وحدیث کے مطابق چلنے یا نہ چلنے کے بھی اثرات اور نتائج رکھے ہیں، ان کے نتائج اللہ تعالیٰ آخرت کے دن میدانِ حشر میں ظاہر کرے گا۔

سوال:۔ **اگر اللہ روحانی اعمال کے نتائج نہ رکھ کر آخرت نہ رکھتا تو کیا ہوتا؟**

جواب:۔ اگر اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کی اطاعت یا نافرمانی والے اعمال کے نتائج نہ رکھتا تو پھر یہ دنیا کی زندگی انسان کے لئے بیکار ہو جاتی، کوئی نیک اعمال کر کے کچھ بھی فائدے میں نہیں رہتا اور جو برائی و نافرمانی کرے وہ مزے میں رہتا تھا، انسان کے نزدیک نیک اعمال اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت وغلامی کرنا بیکار مشقت اور تکلیف دہ ہو جاتا تھا۔

سوال:۔ **اگر ایمان کے عقیدہ میں آخرت کا عقیدہ نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟**

جواب:۔ اگر قرآن وحدیث میں آخرت کے تذکرے نہ ہوتے اور ایمان کے عقیدہ میں آخرت کا عقیدہ نہ ہوتا تو ایمان کا یہ عقیدہ بے جان و بے روح ہو جاتا، کوئی بھی کتاب اور رسالت پر عمل نہ کرتا، کتاب و رسالت پر تو آخرت میں پکڑ، جواب دہی کے احساس، جزا و سزا ہی کی وجہ سے عمل ہوتا ہے، اللہ نے بڑی حکمت کے ساتھ ایمان کے عقیدہ میں آخرت پر ایمان رکھنے کی شرط رکھی، اس کو مثال سے یوں سمجھو کہ کسی بنگلے کی دیکھ بھال اور وہاں رہنے کی کچھ ذمہ داریوں کے ساتھ کچھ نوکروں کو رکھا جائے اور ان سے کہا جائے کہ ہر روز فلاں فلاں کام کرنا اور بنگلہ میں ناچ، گانا بجانا، زنا، شراب وغیرہ سے دور

رہنا، یہاں تمہیں تین وقت کا کھانا آسانی سے آتا رہے گا، مگر کام کرنے پر کوئی تنخواہ یا انعام اور نہ کرنے پر کوئی سزا نہیں ملے گی، تب بنگلے کے تمام نوکر تین وقت کھانا کھا کر مالک کی اطاعت کوئی بھی نہ کریں گے، اس لئے کہ انہیں تنخواہ یا انعام اور سزا ملنے کا احساس ہی نہیں رہے گا تو وہ نڈر بنے رہیں گے، اسی طرح اللہ تعالیٰ عقیدۂ آخرت میں جزا اور سزا کا طریقہ نہ رکھتا تو کوئی بھی اللہ کی اطاعت نہیں کرتا یا پھر کتاب پر عمل کرانے کے لئے رسالت کی عملی مثال نہ رکھتا اور عقیدہ رسالت نہ رکھتا تو ہر انسان کتاب پر اپنے اپنے طریقہ سے عمل کرتے اور ہر ایک کا عمل ہر ملک اور ہر وقت میں جی کی خواہش کے مطابق ہو جاتا، انسان اسی عقیدہ کی وجہ سے کتاب پر رسالت کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہے، ورنہ عمل کے ضائع ہونے کا ڈر رکھتا ہے اور مرنے کے بعد سزا کا احساس رکھتا ہے۔

سوال:۔ انسان اور جن کے مرنے کے فوراً بعد ہی جنت و دوزخ کا فیصلہ کیوں نہیں کر دیا جاتا؟

جواب:۔ دنیا امتحان کی جگہ ہے، یہاں انسانوں اور جنوں کو نیکی اور بدی کا اختیار دیا گیا، اسی صورت میں وہ اپنی زندگیوں میں نیکی اور بدی کر سکتے اور نیکی و بدی کے پودے لگا سکتے ہیں، جن کے اثرات دنیا میں ان کی موت کے بعد بھی چلتے رہتے ہیں، اگر موت کے ساتھ ہی جنت و دوزخ کا فیصلہ کر دیا جاتا تو انصاف نامکمل ہو جاتا اور ہر ایک کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ نہیں ملتا، اور انصاف بھی نامکمل ہو جاتا، جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن اعمال کے اثرات پوری طرح رک جائیں گے تب ہی بدلہ مکمل دیا جا سکتا ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ دنیا میں نیکیوں کی محنت کر کے گئے، ان کی محنتوں کے اثرات قیامت تک چلتے ہی رہیں گے، ابوجہل، ابولہب برائیاں پھیلا کر گئے، ان کی برائیوں کے اثرات قیامت تک چلتے رہیں گے، اس لئے کسی کو بھی مرتے ہی فوراً جنت و دوزخ کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔

بعض لوگ یہ کہتے کہ انسان کو مرتے ہی قبر میں قیامت تک کیوں انتظار کرایا جاتا

ہے؟اس کو بدلہ فوراً کیوں نہیں دے دیا جاتا؟ کیا اللہ کو بھی دنیا کی حکومتوں کی طرح جرم کی تحقیقات کرنا ہوتا ہے؟

ایسے انسانوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ دنیا میں شراب پیتے ہی، زنا کرتے ہی، جھوٹ بولتے ہی، ہاتھ پیر فالج زدہ اور معذور کیوں نہیں ہوجاتے؟ مرنے تک اس کے بدلے کا انتظار کیوں کیا جاتا ہے؟ جس طرح دنیا میں گناہوں اور نیکیوں کے کرنے کی مہلت موت تک مقرر ہے اسی طرح انعام اور سزا کا مکمل بدلہ کا وقت قیامت کے دن تک ہونا ضروری ہے، ورنہ انصاف صحیح نہیں ہوسکتا تھا۔

۷۔دنیا میں نیکی اور بدی کا مکمل بدلہ نہ ملنے کو سمجھانے سے آخرت پر یقین بڑھتا ہے

سوال:۔ دنیا کی زندگی میں گناہ کرتے ہی عذاب کیوں نہیں ہوتا؟

جواب:۔ دنیا کی زندگی میں گناہ کرتے ہی اگر فوراً عذاب ہوجاتا تو کسی کا امتحان نہیں لیا جاسکتا تھا، ہر کوئی عذاب کے ڈر سے غلط کام اور گناہ سے دور رہتا، نیکی اور برائی کرنے کی آزادی، ایمان قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار کسی کو نہ ہوتا، توبہ کرنے کی مہلت کسی کو نہ ملتی، ہر کوئی اللہ کی اطاعت ہی کرتا رہتا تھا۔

سوال:۔ دنیا کی زندگی میں مکمل اور صحیح انصاف کیوں نہیں مل سکتا؟

جواب:۔ دنیا میں اگر کوئی انسان چار قتل کرے تو اس کو صرف ایک قتل کی سزا دی جاسکتی ہے اور بدلہ میں اس کو صرف ایک مرتبہ ہی قتل کیا جاسکتا ہے، اس کو بار بار زندہ کر کے قتل نہیں کیا جاسکتا، آخرت میں اس کو بار بار زندہ کر کے چار مرتبہ چار انسانوں کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ چاروں انسانوں کے قتل کی تکلیف بار بار محسوس کرے گا، اور جتنے لوگ اس سے قتل کرنے کا طریقہ سیکھے اس کی بھی تکلیف برداشت کرنی ہوگی، مقتول کے ارکانِ خاندان کو مصیبت میں مبتلا کرنے کی سزا بھی بھگتنی پڑے گی۔

☆ دنیا میں اگر کوئی اللہ کا انکار کرے یا اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو بھی اللہ مانے، اس کے ذریعہ جتنے لوگ کفر اور شرک میں مبتلا ہوں گے اور ان کا گناہ بھی اس کے حساب میں آئے گا تو کوئی حکومت اس کا حساب کر کے اس کو سزا نہیں دے سکتی، شرک اور کفر کا مکمل بدلہ آخرت ہی میں دوزخ کی آگ میں جلا کر دیا جائے گا۔

☆ اسی طرح دنیا میں بہت سے گناہ انسان چھپ چھپ کر کرتا ہے، اس کی خبر پولیس اور حکومت کو بھی نہیں ملتی، سوائے اللہ کے کوئی بھی اُسے نہیں جانتا، اس کی مکمل سزا بھی آخرت میں ہی ملے گی۔

☆ دنیا میں بہت سے مجرم رشوت دے کر یا اثر ورسوخ کے ذریعہ یا جھوٹے گواہوں یا ثبوتوں کے ذریعہ یا ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے سزاؤں سے چھوٹ جاتے یا بچ جاتے ہیں، ان کو مکمل سزا آخرت میں ہی ملے گی۔

سوال:۔ کیا گناہ کرنے والا صرف اپنے ہی گناہ کا ذمہ بنے گا یا دوسروں کو بگاڑنے کا بھی ذمہ دار رہے گا؟

جواب:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی نئی گمراہی کا آغاز کیا جو اللہ اور رسول کے نزدیک ناپسندیدہ ہو تو اس پر ان سب لوگوں کے گناہ کی ذمہ داری عائد ہوگی جنہوں نے اس کے نکالے ہوئے طریقے پر عمل کیا، بغیر اس کے کہ خود ان عمل کرنے والوں کی ذمہ داری میں کوئی کمی ہو، اس لئے جو انسان کسی گناہ کی بنیاد ڈالے وہ صرف اپنے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوگا بلکہ قیامت تک دنیا میں جتنے انسان متاثر ہوں گے ان سب کے گناہ کی ذمہ داری بھی اس پر آئے گی؛ کہ دوسروں کی زندگی میں گناہ کے اثرات کو باقی رکھنے کا بھی وہ ذمہ دار رہے گا۔

قرآن کہتا ہے کہ ہر ایک کے لئے دوہرا عذاب ہے، ایک خود گناہ کرنے کا، دوسرے دوسروں کو گمراہ کرنے کا، قرآن اور حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا قصہ بیان کیا گیا کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر کے دنیا میں ناحق قتل کا گناہ

والا فعل ایجاد کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت تک جتنے ناحق قتل ہوں گے ان تمام کا گناہ بھی قابیل کے حصہ میں جائے گا، اس لئے مرتے ہی فیصلہ کر دیا جاتا تو قابیل کو گناہ والا فعل پھیلانے کی پوری سزا نہ مل سکتی تھی، یہی حال نیکیوں کا بھی ہے۔

اسی طرح لوگ زنا، بے پردگی، عریانیت، جوا، شراب، جھوٹ، بے ایمانی، بدعات، رشوت، جاہلانہ رسوم ورواج اور شرکیہ اعمال خود کرتے اور دوسروں کو سکھاتے، ان اعمال رذیلہ کو سکھانے اور ان کے اثرات پھیلانے کا ذمہ دار ہر وہ شخص بھی ہوگا جو ان اعمال کا نمائندہ بنے، ان تمام اعمال کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں بھی آئیں گے اور ان سب کی سزا بھی اُسے بھگتنی پڑے گی۔

سوال:۔ دنیا میں انسان اگر کسی دوسرے انسان کا حق ادا نہ کرے یا اس پر ظلم کرے یا اس کا مال کھا جائے یا ناحق کسی کو قتل کرے یا کسی کی عصمت لوٹ لے تو اس کا حق کیسے دلایا جائے گا؟

جواب:۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک انسان قیامت کے دن نیکیوں کے دفتر کے ساتھ میدان حشر میں آئے گا، مگر جب اس کا حساب لیا جائے گا تو وہ کسی پر ظلم کیا ہوگا، کسی کا حق دبایا ہوگا، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، اللہ تعالیٰ مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیں گے اور اس کی نیکیاں مظلوم کو دیدی جائیں گی، اس کے باوجود اگر ظلم باقی رہ جائے تو مظلوم کے گناہ لینے پڑیں گے اور یہ شخص مفلس ہو کر جہنم کے حوالے ہو جائے گا۔ (صحیح مسلم)

آخرت میں ظلم وزیادتی، رشوت لینے، شادی میں جوڑے کی رقمیں لینے، قرض ڈُوبانے، دُکان یا مکان پر قبضہ کر لینے یا قتل کرنے، بے ایمانی کرنے، عزت وعصمت لوٹنے یا کسی پر ظلم کرنے کا بدلہ درہم ودینار یا روپیہ پیسے کے لین دین سے نہیں ہوگا؛ بلکہ ظلم کرنے والے کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی، اس کے باوجود ظلم باقی رہ جائے تو مظلوم کے گناہ لینے پڑیں گے، وہاں نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا، یہ بہت بڑے گھاٹے

اور خسارے کا سودا ہوگا، گویا انسان دنیا میں ظلم کر کے بہت بڑے نقصان میں رہتا ہے۔

سوال:۔ کیا انسان کے اعمال کا ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے؟

جواب:۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے مقرر کر دئے، وہ کراماً کاتبین ہیں، وہ دن رات انسانوں کے نیک اور بد اعمال کو لکھتے رہتے ہیں، ان کے اس تیار ہونے والے ریکارڈ اور رپورٹ کو انسان کا نامۂ اعمال کہا جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اپنے جیسے انسانوں کی آوازیں ٹیپ کرے اور ان کے اعمال کی ویڈیو ریکارڈنگ کر سکتا ہے اور ویڈیو کیمروں کے ذریعہ انسانوں کی حرکات کو محفوظ کر سکتا ہے تو وہ خالق ہونے کے ناتے انسانوں اور جنوں کے اعمال کا ریکارڈ محفوظ نہیں کر سکتا؟ بے شک وہ محفوظ کر رہا ہے اور حشر کے میدان میں وہ رپورٹ اور نامۂ اعمال انسانوں کو دیا جائے گا۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ جب ہر چیز کا شروع سے آخر تک کا علم رکھتا ہے تو وہ انسانوں اور جنوں کے نامۂ اعمال کیوں تیار کر رہا ہے؟

جواب:۔ بے شک وہ علیم ہے ہر چیز کی ابتداء سے آخر تک کا پورا پورا علم رکھتا ہے، مگر وہ اپنے علم کے مطابق کسی کو جنت یا جہنم میں ڈالنا نہیں چاہتا، اگر وہ اپنے علم کے مطابق جنت یا جہنم میں ڈال دے تو یہ فیصلہ صحیح نہ ہوتا، نعوذ باللہ ظلم ہو جاتا، انسان خود یہ کہتا کہ اس نے اچھا یا بُرا عمل کیا ہی نہیں اس نے گناہ کئے ہی نہیں، وہ انسانوں کو عمل کا پورا پورا موقع دے کر، آزادی دے کر، رپورٹ اور اعمال نامہ تیار کر کے گواہوں اور ثبوت کے ساتھ جنت یا دوزخ کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے تا کہ اس کے فیصلہ کے بعد جنتی اور دوزخی خود یہ کہیں کہ بے شک اللہ نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔

سوال:۔ حشر کے میدان میں نامۂ اعمال کیسے دیا جائے گا؟

جواب:۔ حشر کے میدان میں کامیاب انسانوں کو ان کا نامۂ اعمال سامنے سے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اور ناکام انسانوں کو پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا،

کامیاب انسان نامۂ اعمال کو لے کر مارے خوشی کے لوگوں کو دِکھاتا پھرے گا اور ناکام انسان نامۂ اعمال کو دیکھ کر اداس، غمزدہ، مایوس، افسوس اور دکھ میں مبتلا ہو کر اپنی ناکامی اور بربادی پر روئے گا اور خیال کرے گا کہ ابھی برزخ ہی میں رہتا تو بہتر تھا، نامۂ اعمال نہ ملتا تو اچھا تھا، حشر کے میدان میں کامیاب اور ناکام انسانوں کو علاحدہ کر دیا جائے گا، وہ دنیا میں مل کر رہتے تھے وہاں علاحدہ ہو جانا پڑے گا۔

سوال:۔ کیا انسان جرم کو ماننے کے لئے اللہ سے چشم دید گواہ چاہے گا؟

جواب:۔ ہاں! ناکام انسان اپنے جرم کو ماننے کے لئے اللہ سے چشم دید گواہ مانگے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو مہر بند کر دیں گے اور جسم کے اعضاء کو جرم کی گواہی دینے کی صلاحیت دیں گے، اس انسان کے جسم کے اعضاء خود اس کے خلاف، گناہوں کا وقت، دن اور مقام بتلا کر گواہی دیں گے، تب جہنمی کہے گا کہ میں نے تم ہی کو بچانے کی گواہی مانگی تھی، تم خود میرے خلاف گواہی دے رہے ہو۔

سوال:۔ میدانِ حشر میں کامیاب اور ناکام لوگوں کے چہرے کیسے ہوں گے؟

جواب:۔ حشر کے میدان میں کامیاب انسانوں کے چہرے سفید، روشن، چمکدار اور نورانی ہوں گے، رسول اللہ ﷺ کے امتیوں کے وضو کے اعضاء نورانی ہوں گے، جس طرح کالے گھوڑوں کے ہاتھ، پیر اور منہ سفید اور نمایاں ہو کر نظر آتے ہیں۔

ناکام انسانوں کے چہرے کالے لعنتی، آنکھیں نیلی اور ان کے چہروں پر ذلت اور اداسی اور پریشانی ہوگی۔

سوال:۔ میدانِ حشر میں انسان اور جنوں کو کونسے سوالات کے جوابات دینے ضروری ہوں گے؟

جواب:۔ میدانِ حشر میں ہر ایک کو ان سوالات کے جواب دینے ہوں گے:

۱۔ عمر کہاں خرچ کی؟ ۲۔ علم پر کس حد تک عمل کیا؟ ۳۔ دولت کہاں سے کمائی اور

کہاں خرچ کی؟ ۴۔ جوانی کو کن کاموں میں لگایا؟ (ترمذی، ابوداؤد، طبرانی)

سوال:۔ پل صراط کہاں پر واقع ہے؟ اس پر چلنے والوں کا کیا حال ہوگا؟

جواب:۔ یہ پل جہنم کے اوپر بچھا ہوا ہے، اس پر گذرنے کے لئے ایمان والوں کو ان کے ایمان کے لحاظ سے روشنی دی جائے گی، منافق اس روشنی کو دیکھ کر ان کے ساتھ چلنا چاہیں گے مگر ایمان والے انہیں ساتھ لینے سے انکار کردیں گے، اس پل پر بال سے باریک خاردار کانٹے اور اندھیرا ہوگا، یہ کانٹے گنہگاروں اور ناکام انسانوں کو اپنی طرف کھینچیں گے، بہت سے لوگ بجلی کی طرح تیزی سے گذر جائیں گے اور بہت سے گرتے پڑتے زخمی ہوکر گذریں گے، اور جو دنیا میں شریعت پر پوری طرح نہیں چلا وہ اٹکتا اٹکتا زخمی ہوتا رہے گا، جہنمی کٹ کٹ کر جہنم میں گرتے چلے جائیں گے، متقی لوگوں کو اللہ بچالے گا، اس لئے دنیا میں پل صراط پر سے آسانی سے گذرنے کی دعاء کرتے رہنا چاہئے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ نے انسانوں کو بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت دی ہے، انسان بجلی کو ہائی ٹینشن وائروں کے ذریعہ شہروں میں لاتا ہے، بعض وقت کوئی انسان غلطی کرجائے یا وہ وائر زمین پر گر جائے تو بجلی اس کو اپنی طرف کھینچ کر پکڑ لیتی ہے، اور انسان وائر سے چمٹ جاتا ہے، جس طرح مقناطیس لوہے کے ذرات کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے بالکل اسی طرح پل صراط کے کانٹے گنہگاروں کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں۔

سوال:۔ میدانِ حشر میں ناکامی سے بچنے کیلئے نفسی نفسی کا عالم کیسا ہوگا؟

جواب:۔ ناکام اور مجرم انسان ناکامی سے بچنے کے لئے اپنے اہل وعیال پر الزام لگائیں گے؛ یہاں تک کہ والدین اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے پر ان کی نیکیاں لینا چاہیں گے، ہر کوئی اپنی بیوی، بچوں، شوہر، ماں، باپ، بھائی اور بہن کو پھنسا کر خود جہنم سے بچنا چاہے گا، کہیں شیطان کو اور کہیں اپنے پیشواؤں کو الزام دیں گے۔

سوال:۔ کیا زمین بھی قیامت کے دن گواہی دے گی؟

جواب:۔ ہاں قیامت کے دن جب اللہ حکم دے گا تو زمین خبریں بیان کرے گی اور

ہرانسان نے زمین کے جس جس حصہ پر دن، وقت اور تاریخ کے لحاظ سے جو جو گناہ کیا اس کو بیان کرے گی، انسان جو جو اعمال زمین پر کرتا ہے اس کا عکس زمین پر اتر جاتا ہے۔

سوال:۔ آخرت میں اللہ کے دیدار سے کون لوگ محروم رہیں گے؟

جواب:۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں اللہ کو نہ مانیں گے یا اللہ کی صحیح پہچان نہ رکھ کر شرک کریں گے وہ آخرت میں اندھوں کی طرح اللہ کے دیدار سے محروم رہیں گے، یہ آخرت کی سب سے بڑی سزا ہے، ان کو اللہ کا دیدار کبھی نصیب نہیں ہوگا۔

سوال:۔ جو لوگ دنیا میں اللہ کو سجدہ نہیں کرتے کیا وہ میدانِ حشر میں سجدہ کرسکیں گے؟

جواب:۔ دنیا میں جو لوگ نماز ادا نہیں کرتے، اللہ کو سجدہ نہیں کرتے، اللہ کے حکموں پر نہیں چلتے یا دکھاوے کے لئے سجدے کرتے ہیں یا غیروں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں؛ جب ان کو میدانِ حشر میں سجدہ کا حکم دیا جائے گا تو ان کی کمر اکڑ جائے گی اور جھکنے نہ پائے گی، وہ کھڑے کھڑے اپنی پیشانی کے بل اوندھے منہ گر پڑیں گے۔

سوال:۔ حشر کے میدان میں غیر مسلموں کے اچھے اعمال بے جان اور بے وزن کیوں ہوں گے اور مؤمنوں کے اعمال وزنی کیوں ہوں گے؟

جواب:۔ علمی اعتبار سے اس کا جواب یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اچھے اعمال ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے بے وزن اور ہلکے ہوں گے اور مسلمانوں کے اچھے اعمال ایمان کے ساتھ کرنے کی وجہ سے وزنی اور جاندار ہوں گے، عقلی اعتبار سے سمجھنے کے لئے اس مثال سے سمجھو، مثال رہبری کے لئے برابری کے لئے نہیں۔

اگر بھینس یا بکری مرجائے تو اس میں جان نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی انہیں نہیں خریدتا اور نہ ان کا گوشت کوئی کھاتا ہے، وہ مردہ ہوجانے کے بعد بے قیمت اور بے حقیقت ہوجاتے ہیں، زمین میں دفن کرنے ہی کے قابل رہتے ہیں، ان کے برعکس زندہ بھینس بکری کی قدر کی جاتی ہے اور ان کی قیمت دی جاتی ہے۔

یہی حال ایمان اور غیر ایمان والوں کا ہے، ایمان کی مثال زندہ کی اور غیر ایمان والے کی مثال مردہ کی سی ہے، اچھے اعمال میں ایمان کی وجہ سے جان پیدا ہوتی ہے اور ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ مردہ اور بے جان ہوتے ہیں، کفار اور مشرک چونکہ ایمان سے خالی ہوتے ہیں وہ ہر اچھا کام دنیا کی لالچ، نام ونمود یا دِکھاوے یا اپنی نفسانی خواہش یا پیشواؤں کی ترغیب یا دنیوی اغراض یا بتوں اور باطل عقیدوں کے تحت یا رسم و رواج کی خاطر کرتے ہیں ان کا کوئی بھی عمل اللہ کے لئے اللہ کی محبت اور رسول ﷺ کے طریقے پر نہیں ہوتا، اللہ کے واسطے نہیں ہوتا، اس لئے بے جان، بے وزن اور مردہ ہوتا ہے، مومن اپنا ہر اچھا کام ایمان کی وجہ سے خالص اللہ کی رضا، اللہ کی محبت اور رسول ﷺ کے طریقہ پر کرتا ہے، اس لئے مومن کے اعمال وزنی اور جاندار ہوتے ہیں، اسی طرح جب دنیا میں ایک بھی ایمان والا باقی نہیں رہے گا تو دنیا بے جان اور مردہ ہو جائے گی اور اس کو مردہ قرار دے کر ختم کر دیا جائے گا، قیامت قائم ہو جائے گی، ہر وہ چیز جو دنیا میں مردہ ہو جاتی ہے، بے وزن اور بے قیمت ہوتی ہے، جب انسان کے پاس بے جان اور مردہ چیزوں کی حقیقت اور وزن نہیں تو خالق کائنات کے پاس وہ وزنی کیسے ہوں گے۔

سوال:۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے گنہگار مؤمنوں کے ساتھ رحم کرنے اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے، مگر کافر اور مشرک انسان کے گناہ کو کیوں نہیں معاف کرتا ہے؟

جواب:۔ اس کو ایک مثال سے یوں سمجھو! (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

کسی میاں بیوی کے درمیان اگر بیوی سست، کاہل اور صلاحیت والی نہ ہو اور وہ شوہر کی اطاعت مکمل نہ کرتی ہو، کبھی کپڑے دھونے، گھر صاف رکھنے، کھانا وقت پر پکانے، شوہر کی بعض باتوں کو یاد رکھنے میں غلطی کرتی ہو، مگر پھر بھی شوہر سے محبت کرتے ہوئے اطاعت کا جذبہ رکھتی ہو، شوہر سے ڈرتی ہو اور شوہر سے ہٹ کر غیر مرد پر نظر نہ رکھتی ہو، غیر مرد کو شوہر کے برابر یا شوہر جیسا نہیں سمجھتی، شوہر کے دیر سے آنے پر پریشان ہو جاتی ہو

تو شوہر بیوی کے اس رویہ کو دیکھ کر اس کی ساری غلطیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے، اس کے برعکس بیوی سب کچھ خدمت کرتے ہوئے آوارہ ہو، دوسرے غیر مرد کو بھی شوہر جیسا سمجھے، اس سے بھی شوہر جیسی محبت و اطاعت کرے تو شوہر ایسی بیوی کو کبھی معاف نہیں کرتا، اپنی زوجیت سے علاحدہ کر کے طلاق دے کر گھر سے باہر بے عزتی کے ساتھ نکال دیتا ہے۔

دوسری مثال سے یوں سمجھو!......جس طرح دنیا کی زندگی میں انسان اپنے وفادار اور خدمت گذار غلام اور نوکر کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے؛ بلکہ اس کے بڑے بڑے قصوروں کو بھی معاف کر دیتا ہے، مگر کسی غلام کی غداری، بغاوت اور اس کو اپنا آقا نہ مان کر دوسرے لوگوں سے آقا جیسے تعلقات قائم کرنے کے قصور کو معاف نہیں کرتا۔

اسی طرح اللہ اپنے بندوں میں وہ جو حقیقی ایمان والے ہیں، اللہ سے محبت رکھتے اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہیں مانتے، اللہ سے ڈرتے ہیں، اطاعت و بندگی میں ان سے پوری طرح اطاعت نہ ہو کر گناہ ہو جائیں اور وہ غلطی کر جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے ان مومن و مسلم بندوں کو معاف فرما دیتا ہے، مگر وہ انسان جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خدا مانے اور مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک کرے تو اللہ ایسے انسانوں کو ذلت میں مبتلا کر کے آگ کی سزا دے کر جلائے گا، اس لئے کہ وہ اللہ کی زمین پر رہ کر اللہ کی چیزیں کھا کر اللہ کی ہوا میں سانس لے کر اللہ ہی کا انکار کریں یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی اللہ جیسا سمجھیں تو ان کے ساتھ رحم نہیں کیا جا سکتا، اگر کوئی انسان کسی ملک کا باشندہ ہو اور وہ وہاں کے بادشاہ کو نہ مانے اور غداری کرے تو اُسے باغی کہا جائے گا۔

سوال:۔ انسان کی دنیوی فطری چار خواہشات کہاں پوری ہوں گی؟

جواب:۔ ہر انسان دنیا میں فطرتاً چار خواہشات رکھتا ہے کہ:

(۱) اس پر کبھی موت نہ آئے، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہو۔

(۲) اس پر کبھی مصیبت و تکلیف اور رنج و غم نہ آئے، ہمیشہ خوش رہے۔

(۳) اس کو ہر روز نئی نئی نعمتیں ملتی رہیں، ان میں کبھی کمی نہ ہو۔
(۴) ہمیشہ جوان رہے، کبھی بوڑھاپا، ضعیفی اور کمزوری نہ آئے۔

مسلم کی روایت میں حضرت محمد ﷺ نے ان چار خواہشات کا تذکرہ یوں فرمایا: اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ ہمیشہ تندرست رہو گے؛ کبھی بیمار نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے؛ کبھی موت نہیں آئے گی، ہمیشہ خوشحال رہو گے؛ کبھی پریشانی اور مصیبت زدہ نہ ہو گے، ہمیشہ جوان رہو گے؛ کبھی بوڑھے نہ ہو گے، اب انسان حضرت محمد ﷺ کے اس ارشاد پر کامل یقین پیدا کر کے دنیا سے جنت کمائے، اگر ناکام گیا تو پھر آخرت میں ان خواہشات و انعامات سے محروم رہے گا، آخرت کی تیاری کے لئے اُسے غیب پر صحیح ایمان لا کر حضرت محمد ﷺ کی اتباع میں زندگی گذارنی ہوگی، یہ خواہشات سوائے جنت کے کہیں بھی پوری نہ ہوں گی۔

سوال:۔ کیا انسان کو مرنے کے بعد پھر دنیا میں آنے کی اجازت مل سکتی ہے؟

جواب:۔ مرنے کے بعد انسان کو دنیا میں آنے کی اجازت نہیں ملے گی، اس کو صرف ایک بار ہی دنیا میں رہ کر آخرت کمانے کا موقع دیا جاتا ہے، وہ بار بار مختلف جنم لے کر دنیا میں نہیں آتا، اگر وہ دنیا میں دوبارہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی آنے کی گذارش کرے گا تو اس کو آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، آخرت کی پونجی اور سرمایہ جمع کرنے کی جگہ صرف دنیا ہی ہے، ایک مرتبہ وہ دنیا کو کھو دیا تو پھر حاصل نہیں کر سکتا۔

دوبارہ بھیجنے کے لئے پھر دنیا کو آباد کرنا پڑے گا، پھر سے شروع سے پیغمبروں اور کتابوں کو نازل کرنا پڑے گا، انسان کے دماغ میں آخرت کو دیکھنے کی جو یادداشت محفوظ ہوئی اس کو مٹانا پڑے گا اور دنیا کو پھر سے امتحان گاہ بنانا پڑے گا، اس کے باوجود وہ وہی حرکت و نافرمانی کرے گا جو پہلے کیا تھا؛ جس کا علم اللہ کو ہے۔

سوال:۔ کیا اللہ تعالیٰ کوئی کام بیکار اور عبث بھی کرتا ہے؟

جواب:۔ جب عقلمند اور سمجھدار انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل و فہم سے کوئی کام

بیکار اور عبث نہیں کرتا تو کائنات کا خالق کوئی کام بیکار اور عبث کیوں کرے گا؟ اس نے تو دنیا کو خاص مقصد کے تحت بنا کر انسانوں اور جنوں کو اس میں پیدا کیا ہے، انسان خود ہر کامٗ مقصد اور نتیجہ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے، مثلاً اگر وہ کوئی گھر بنائے اور اس گھر کو عمدہ عمدہ چیزوں سے آراستہ کرے اور پھر کسی واچ مین اور نوکر کو وہاں حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے رکھے اور اس کو خاص خاص ہدایات دے کر رکھے اور اس کی سہولت کے لئے آرام دہ چیزیں دے، اب اگر نوکر مالک کے اختیارات اور آزادی کے ساتھ گھر میں رہنے کی اجازت کا غلط استعمال کر کے خود کو یا کسی دوسرے کو اس گھر کا مالک بتلائے یا اپنی مرضی سے گھر میں توڑ پھوڑ کرے، ناچ گانا بجانا کرے، شراب اور جوا اور زنا کاری کا اڈا بنا ڈالے، گھر کا سارا سامان خراب کر دے یا فروخت کر کے کھا جائے تو مالکِ مکان خاموش تماشائی نہیں بنا رہتا، چاہے وہ کتنا ہی رحم دل اور سخی و مہربان کیوں نہ ہو، وہ اپنے نوکر کی یہ سب حرکتیں برداشت نہیں کرتا۔

ذرا غور کیجئے جب انسان اپنے نوکر کی نافرمانیوں کو برداشت نہیں کرتا تو مالکِ کائنات جب انسانوں اور جنوں کے لئے اتنا بڑا گھر دنیا میں بنایا اور اس میں ہر قسم کی نعمتیں اور سامان ان کی سہولت اور آرام کے لئے رکھا، اس گھر کو محض ان کے لئے سجایا اور اس گھر میں رہنے کے طریقوں کی ہدایت و رہنمائی کی، اب اگر انسان اور جن نوکر غلام ہو کر اس گھر کو کوئی مالکوں کا گھر مانے، اس گھر میں شراب، زنا، جوا، ناچ گانا، قتل و خون، غارت گری کرے اور زمین میں فساد پھیلائے، لوگوں کو برائی سکھائے، اللہ سے بغاوت کی تعلیم دے، اللہ کے بندوں پر ظلم کرے تو اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہونے کے باوجود اپنے نوکر بندوں سے پورا پورا حساب لے گا اور اس گھر کی زندگی کے ایک ایک عمل کی جانچ کرے گا۔

وہ کوئی بھی کام بیکار اور عبث نہیں کرتا، اس نے کائنات کو اپنی حکمت و دانائی سے با مقصد بنایا، اس میں کی ہر چیز کے کاموں کے اثرات اور رزلٹ رکھے، اس نے انسانوں اور جنوں کو عقل و فہم، مزے اُڑانے، عیش و عشرت اور بُرے کام کرنے کے لئے نہیں دیا،

اگر وہ اپنے بندوں کے اچھے اور بُرے اعمال کے اثرات اور نتائج نہ رکھتا اور ان کا نتیجہ اور رزلٹ آخرت میں ڈکلیر نہ کرتا تو یہ دنیا کی زندگی انسانوں اور جنوں کے لئے بیکار ہو جاتی، اگر مشرکوں کو شرک کی سزا نہ دی جائے، ظالموں کو ظلم پر سزا نہ دی جائے، مظلوموں کو کوئی بدلہ نہ ملے، نیکی کرنے والوں کو نیکی پر اور برائی کرنے والوں کو شرک وکفر اور نافرمانی کی سزا، توحید وایمان والوں کو ایمان قبول کرنے اور اعمال صالحہ یعنی ایمان کے تقاضے پورا کرنے کا اجر وانعام نہ دے، اچھے کو اچھائی کا اور برے کو برائی کا بدلہ نہ ملے تو یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں سب کچھ بے مقصد اور بیکار وعبث ہو جائیں گی، اگر حساب کا دن اور پکڑ نہ ہوتو کوئی بھی اللہ کی اطاعت وبندگی نہیں کرے گا۔

☆ جب کائنات کی ہر ہر چیز با مقصد ہے، کوئی چیز بیکار نہیں، سورج، چاند، ستارے، زمین وآسمان، ہوا، پانی، ہزاروں سال سے کام کر رہے ہیں، تو انسان کو تمام مخلوقات میں قابل، بڑا، علم والا، اختیارات والا بنا کر ساٹھ، ستر سال ہی میں ختم کر دیا جائے، اس کی زندگی صرف دنیا کی حد تک رکھی جائے تو انسان کا وجود اور پیدا ہونا بیکار ہو جائے گا۔

وہ کیسے بیکار پیدا کیا جا سکتا ہے؟ کیا وہ دنیا میں صرف عیش ومستی کرنے، مالک کی بغاوت کرنے یا خواہشات والی زندگی ہی گذارنے آیا ہے؟ نہیں! بلکہ اس کو اس دنیا سے آخرت کما کر لے جانا ہے، اس کے لئے تو دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

انسان اور جنوں کو اچھے برے کاموں کے کرنے کی آزادی بیکار نہیں دی گئی، ماننے اور نہ ماننے کا اختیار بیکاریوں ہی نہیں دیا گیا، اطاعت کرنے نہ کرنے کا اختیار بغیر کسی وجہ کے نہیں دیا گیا، نیکی اور بدی کی تمیز، عقل وضمیر، انتخاب وارادہ کی آزادی، چیزوں کو استعمال کرنے کا اختیار، زمین پر حکومت قائم کرنے کا اختیار بیکار نہیں دیا گیا، ظلم وزیادتی اور ناانصافی کرنے نہ کرنے کا اختیار بیکار نہیں دیا گیا، پیغمبروں کو بھیج کر وحی نازل کر کے حساب نہ لیا جائے تو یہ سب چیزیں بیکار ہو جائیں گی، بے مقصد ہو جائیں گی، جبکہ انسان اور جن کے علاوہ دوسری کسی بھی مخلوق کو یہ سب چیزیں اور اختیارات وآزادی نہیں دی گئی۔

اس لئے حکمت و دانائی کا تقاضا یہ ہے کہ جب یہ تمام نعمتیں دی جائیں تو ان کا ذمہ دار بنا کر حساب بھی لیا جائے، ان کی اطاعت وفرمانبرداری پر پورا پورا انعام دیا جائے اور نافرمانی و بغاوت پر پوری پوری سزا بھی دی جائے، انسان کی عقل وفطرت بھی یہی چاہتی ہے، اس لئے دوبارہ زندہ کر کے حساب لینا یہ انسان کی عین فطرت کا تقاضا بھی ہے اور عین فطرت کے مطابق بھی ہے، اللہ نے دنیا اور انسان کو پیدا کر کے بیکار و عبث کام نہیں کیا، اچھے کو اچھائی کا اور برے کو برائی کا پورا پورا بدلہ دینا عین عدل وانصاف ہے، اگر نہ دیا جائے تو نعوذ باللہ ظلم ہو جائے گا، وہ تو انسان کو بلند مقام دینا چاہتا ہے۔

سوال:۔ انسان اور جنات کا حساب لینے کیلئے دنیا کو کیوں ختم کیا جائے گا؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا کو بچوں کے کھیل کود کی طرح دل بہلانے کے لئے نہیں بنایا کہ جس طرح بچے کھیل کود میں مٹی کا گھر بناتے ہیں؛ جس کا کوئی مقصد و مطلب نہیں ہوتا، دل بھر جائے تو فوراً توڑ پھوڑ دیتے ہیں، بلکہ اللہ نے اس کائنات کو اور اس کی ہر چیز کو خاص حکمت و دانائی کے تحت بنایا اور انسانوں اور جنوں کے لئے دنیا کو امتحان گاہ بنا کر اسباب کے ذریعہ امتحان لے رہا ہے، جب امتحان کا وقت ختم ہو جائے گا تو اسباب کی ضرورت جس سے امتحان لیا جا رہا تھا باقی نہیں رہے گی، اس لئے تمام اسباب کو ہٹا لیا جائے گا، امتحان ختم ہونے کے بعد اسباب کا باقی رکھنا غیر ضروری ہو جائے گا، انسان خود بھی اپنے دنیا کے امتحان لیباریٹری کے تمام اسباب وقت ختم ہوتے ہی ہٹا لیتا ہے، اس لئے دنیا پر قیامت برپا کر کے تمام اسباب کو ختم کر دینا؛ یہ انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے، دنیا کے ختم ہوتے ہی انسانی اعمال کے اثرات بھی پوری طرح ختم ہو جائیں گے، تمام اسباب کو ہٹا کر اعمال کے اثرات کا سلسلہ بند کر کے انسان کے اعمال کی مکمل جزاء و سزا دی جا سکتی ہے، جب دنیا میں انسان ہی باقی نہ رہیں گے تو اسباب کی ضرورت بھی ختم ہو جائے گی، انسان اسباب ہی سے کفر، شرک اور توحید اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ حساب کے لئے دوسری دنیا سجائے گا، آخرت میں اسباب کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔

سوال:۔ آخرت میں اللہ کی صفت عدل کس طرح ظاہر ہوگی؟

جواب:۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کے ساتھ انصاف کرنے، رحم کرنے کے لئے انسانوں اور جنوں کے اعمال کے نتائج آخرت کے دن میدانِ حشر میں ظاہر کرے گا؛ تا کہ اچھے کو اچھائی کا اور برے کو برائی کا پورا پورا بدلہ اور انعام ملے۔

☆ آخرت کے دن انسان کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے نیک اور برے اعمال کا وزن اور اثر کیسا تھا؟ اس کے اثرات کہاں کہاں تک پہنچے، کتنے لوگ ان سے متاثر ہوئے، اس سے وہ کتنا اجر وثواب کا مستحق ہوا اور کون کتنے عذاب اور سزا کا مستحق بنا، نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کا فائدہ اور نقصان کیا ہوا، پردہ کرنے نہ کرنے کا فائدہ اور نقصان کیا ہوا، مالِ حرام کھانے، جھوٹ بولنے، شراب پینے، زنا کرنے، شرک اور کفر کرنے کے نقصانات کیا کیا ہوئے اور نہ کرنے کے فائدے اور ثواب کیا ملے، توحید اختیار کرنے والوں کو کیا اجر ہے، شرک کرنے والوں کو کیسی سزائیں ہیں۔

☆ جس طرح دنیا کے امتحانات میں محنت سے پڑھنے اور کھیل کود میں زندگی گذارنے والے کو رزلٹ کے بعد اپنی تباہی نقصان اور فیل ہونے، کامیاب ہونے والوں کو اپنی محنت کا رزلٹ ایک خاص دن معلوم ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کے اعمال کے نتائج ظاہر کرنے کے لئے آخرت کا دن مقرر کیا ہے، اگر دنیا کی زندگی کے بعد آخرت نہ ہو تو انسانوں کی دنیا کی زندگی بیکار ہو جاتی، دنیا کی زندگی کی اصل بہار اور پونجی تو انسان کے لئے آخرت کی زندگی ہی ہے۔

☆ دنیا کی زندگی میں انسان کو شرک، کفر، زنا، قتل وغیرہ پر نہ اس کے بدلے کے برابر سزا دی جاسکتی ہے اور نہ پکڑ کی جاسکتی ہے، اسی طرح انسان کی توحید اختیار کرنے عبادات واطاعت کرنے پر نہ نیکیاں کوئی دے سکتا ہے اور نہ بدلہ ادا کرسکتا، انسان کو اچھائی اور برائی کا پورا پورا بدلہ صرف اللہ تعالیٰ ہی آخرت میں دے سکتا ہے، جو اس کی صفت عدل سے ملے گا۔

سوال:۔ آخرت میں کفار اور مشرکین کو آگ میں کیوں جلایا جاتا ہے؟

جواب:۔ جب ایک محل اپنی عمر مکمل کرنے کے بعد گر جاتا ہے تو اس کی بیکار چیزوں، ناکارہ دروازوں، کھڑکیوں کو توڑ پھوڑ کر جلا دیا جاتا ہے اور جو چیزیں اچھی، قیمتی اور کام کی ہوتی ہیں ان کو الگ چن چن کر رکھا جاتا ہے، ان کی حفاظت کر کے محفوظ مقام پر رکھا جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے اس گھر کو قیامت کے دن عمر مکمل ہونے کے بعد ختم کر دے گا اور اس میں کا کچرا اور کوڑا کرکٹ کافر اور مشرک انسانوں کو آگ کے حوالے کر دے گا وہ جلتے رہیں گے اور اس گھر کی قیمتی چیزوں ایمان والوں کو علاحدہ کر کے ان کو جنت میں محفوظ کر دے گا، کعبۃ اللہ اور مسجدوں کے حصوں کو جنت میں اٹھالے گا، جو سامان خراب ہو جائے تو جس طرح ہم اس کو صاف کر کے پھر محفوظ کرتے ہیں اسی طرح جو ایمان والے گنہگار ہوں تو ان کو دوزخ میں جلا کر پاک وصاف کر کے پھر محفوظ کر دے گا، کافر اور مشرک انسان جو دنیا کا کوڑا کرکٹ اور کچرا ہیں وہ بیکار ہونے کی وجہ سے جلائے جائیں گے؛ بلکہ یہ لوگ ہمیشہ اسی میں جلتے رہیں۔

سوال:۔ آخرت کے پختہ یقین سے کیا کیا تصورات پیدا ہوتے ہیں؟

جواب:۔ آخرت کے یقین ہی کی وجہ سے انسان آخرت کی تیاری کرسکتا ہے۔

☆ آخرت کے یقین ہی سے دنیا کو دارالعمل اور آخرت کو دارالجزاء تصور کرتا ہے۔

☆ آخرت کے یقین ہی کی وجہ سے قرآن کو زندگی کا ضابطہ اور قانون تصور کرتا ہے۔

☆ آخرت کے یقین ہی کی وجہ سے وحی الٰہی پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق عمل کرتا ہے، پیغمبر سے ہٹ کر زندگی گذارنے کو گناہ تصور کرتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ رکھتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے یہود ونصاریٰ کے کلچر اور طریقوں سے نفرت کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرتا ہے، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے سوا کسی کی اتباع میں نجات نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے گناہوں پر فوراً توبہ کرتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے نیکی اور بدی، حرام وحلال کا احساس رکھتا ہے، اگر یقین کمزور ہو جائے تو یہ احساس پھیکا پڑ جاتا ہے۔

☆ آخرت کے یقین ہی کی وجہ سے تقوی و پرہیز گاری اختیار کرتا ہے۔

☆ آخرت کے یقین ہی کی وجہ سے گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت کرتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے دین میں نئی نئی باتیں نکالنے سے ڈرتا ہے، شرک و بدعات سے نفرت کرتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

☆ آخرت پر یقین ہی کی وجہ سے جنت میں اللہ کی نعمتیں ملنے اور دوزخ میں سزائیں ملنے کا تصور رکھتا ہے۔

سوال:۔ آخرت کا یقین نہ رکھنے والے کن کن باتوں میں شک کرتے ہیں؟

جواب:۔ جو لوگ آخرت میں شک کرتے یا کمزور یقین رکھتے یا آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ عالمِ برزخ، میدانِ حشر، پل صراط اور جنت و دوزخ کا ادراک اور اندازہ نہیں کر سکتے، ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ انسان کے مرجانے، ڈوب جانے، جل جانے یا پرندوں کے کھا لینے کے بعد قبر میں فرشتے اس سے سوال جواب کیسے کر سکتے ہیں؟ کیسے قبر اس کو دبائے گی؟ اور وہاں جنت وجہنم کی کھڑکیاں کیسے کھولی اور دکھائی جائیں گی؟

قیامت کے دن سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، کیسے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہواؤں میں اڑیں گے؟ سمندروں میں سے آگ کیسے نکلے گی؟ دجال ۴۰ دنوں میں پوری دنیا کا سفر کیسے کرے گا؟ قیامت کے دن تمام انسان دنیا کے کونے کونے سے زمین سے زندہ ہو کر ایک جگہ کیسے جمع کئے جائیں گے؛ جبکہ ایک ایک ملک اور شہر کا فاصلہ میلوں میں ہے، قیامت کا ایک دن ۵۰ ہزار سالوں کا کیسے ہوگا؟ جبکہ دنیا میں ۱۲

گھنٹے کا دن اور ۱۲ گھنٹے کی رات ہوتی ہے، اس دن نہ سمندر رہوں گے، نہ پانی کا قطرہ ہوگا، پھر میدان حشر میں لوگ گھٹنوں، کمر یا سینے تک اپنے پسینہ میں ڈوبے ہوئے کیسے رہیں گے؟

جنت میں بول و براز کی حاجت نہ ہوگی، خوشبودار پسینہ نکلتے ہی غذا ہضم ہو جائے گی، جبکہ دنیا میں غذا ہضم ہونے کا سسٹم معدے اور آنتوں سے ہے اور فاضل مادّہ بول و براز سے خارج ہوتا ہے، وہاں ہر ایک کی عمریں ۳۳ سال کیسے ہوں گی؟ جبکہ بہت سارے لوگ ۳۰، ۴۰، ۵۰، ۶۰، ۷۰ سالوں کی عمر میں دنیا میں مرتے ہیں، وہاں پھل خود بخود جنتی کی خواہش پر درخت کے جھکنے سے قریب آجائے گا، پرندے کا گوشت بغیر تیل، مرچ اور آگ کے ڈِش میں تیار ہو کر کیسے سامنے آجائے گا؟ جبکہ انسان دنیا میں گوشت کو باقاعدہ مسالے لگا کر آگ پر پکا کر غذائیں تیار کرتا ہے۔

انسان دنیا کی آگ میں جل جائے تو فوراً مرجاتا ہے، جبکہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ تیز ہے تو جلنے کے بعد موت کیوں نہیں آتی؟ جلنے کے باوجود زندہ کیسے رہتا ہے؟ کوئلہ بن جانے کے بعد فوراً اس پر نئی جلد کیسے چڑھ جائے گی؟ خودکشی کرنے والا جس چیز سے خودکشی کیا ہے جہنم میں اس سے عذاب کے طور پر بار بار خودکشی کرتا ہی رہے گا مگر مرے گا نہیں؛ جبکہ وہ دنیا میں خودکشی سے فوراً مر گیا؟

آخرت کا انکار اور اس کا یقین نہ رکھنے والے عقلی گھوڑے دوڑا کر آخرت کا یقین نہیں کرتے، ان کو یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہئے کہ دنیا سے ہٹ کر عالم برزخ، میدانِ حشر، پل صراط، جنت و جہنم اسباب کی دنیا نہیں ہے، وہاں تمام کام اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے کرے گا، اسباب کی ضرورت صرف دنیا ہی کی حد تک ہے۔

☆☆☆☆☆

شادی کے بعد زندگی کیسے گذاریں؟

اپنی لڑکیوں کو شادی سے پہلے، شادی کے بعد والی زندگی کا ڈھنگ اور طریقہ سکھانا ہو تو اس کتاب کو ضرور پڑھائیے، یہ کتاب ہندی اور تلگو میں دستیاب ہے۔